اسلام اور عیسائیت

www.Only1or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

www.Only1Or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

اسلام اور عیسائیت

از

مسز اُلفت عزیز الصمد
(شعبہ انگریزی پشاور یونیورسٹی)

مترجم: انجینئر ڈاکٹر اے۔ بی چوہدری ○ انجینئر ڈاکٹر ایم۔ انوار الحق

www.OnlyOneOrThree.com

فہرست مضامین

باب	عنوان	صفحہ
	تعارف	٦
باب اوّل:	انجیل اور قرآن	٩
باب دوم:	حضرت عیسےٰ اور حضرت محمدؐ	٢١
باب سوم:	اسلام اور عیسائیت کے نظریات	٤٠
باب چہارم:	اسلام اور عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات	٧٣
باب پنجم:	اسلام ایک عالمگیر مذہب	٨٨

www.OnlyOneOrThree.com

پیش لفظ

عیسائی مشنری ادارے دُنیا بھر میں نہایت سائنٹیفک طریقے سے اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے ملک میں بھی بڑی سرگرمی سے مصروفِ کار ہیں۔ دین سے ناواقف مسلمان نوجوان ان کی باتوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان اداروں کی تبلیغ خاصی یکطرفہ نوعیت کی ہوتی ہے اور ناواقف آدمی کے پاس اس کے توڑ کے لیے کوئی جواب نہیں ہوتا۔ اسلام اور عیسائیت کے تعارف کے لیئے کئی کتابیں لکھی اور تقسیم کی گئی ہیں۔ ان میں سے محترمہ الفت عزیز الصمد کی تصنیف : Islam and Christianity انگریزی زبان میں ایسی نادر کاوش ہے جس میں ہر دو مذاہب کے نظریات کی عکاسی کی گئی ہے۔ مصنفہ نے نہایت موزوں الفاظ میں وضاحت کر دی ہے کہ یہ دونوں مذاہب بنیادی طور پر وحدانیت اور زندگی بعد الموت کے علم بردار ہیں۔ لیکن اسلام ہر لحاظ سے عیسائیت پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس کی تعلیمات عقل کو زیادہ اپیل کرتی ہیں۔ کتاب انگریزی میں ہونے کی وجہ سے ہمارے ملک کی آبادی اس سے مستفید نہیں ہو رہی تھی۔ لہٰذا اس کے موضوع کی افادیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس کے اُردو ترجمہ کی جسارت کی گئی ہے تاکہ کرۂ ارض کے ہر اس حصہ میں جہاں اُردو زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے وہاں عیسائی حضرات خصوصًا اور اہلِ اسلام عمومًا اس سے استفادہ کر سکیں۔

حوالہ جات کا ترجمہ مستند اناجیل کتابِ مقدس (عہد نامہ قدیم و جدید)

بائیبل سوسائٹی لاہور اور مولانا فتح محمد جالندھری کے ترجمۂ قرآن سے من وعن اخذ کیا گیا ہے۔

ہم محترم خالد مسعود صاحب ریسرچ آفیسر قائداعظم لائبریری لاہور کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مسودہ کی تصحیح میں معاونت فرمائی۔

ہم محترم جاوید اقبال صاحب، علمی کتاب خانہ لاہور کے خاص طور پر ممنون ہیں کہ انہوں نے اس کی طباعت میں اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا

اعتراز برکت

ایم انوار الحق

www.OnlyOneOrThree.com

WWW.Only1or3.com
WWW.OnlyOneOrThree.com

تعارف

اہل اسلام کا نقطۂ منظر تقابلِ ادیان کے میدان میں مسیحی نقطۂ منظر سے بالکل مختلف ہے۔ ایک عیسائی کی تربیت میں اسے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ اس کا مذہب ہی سچا مذہب ہے۔ یہودیت عیسائیت کی راہ ہموار کرنے کے لئے تھی اور دیگر جملہ مذاہب باطل ہیں۔ اس کے خیال میں خدا نے بنی اسرائیل ہی کو اپنے الہامی پیغامات اور رسالت کے لئے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا وہ صرف اسرائیلی پیغمبروں اور مذہبی رہنماؤں پر ہی ایمان رکھتا ہے اور نبوت کے دوسرے تمام دعویداروں کو فریبی تصور کرتا ہے۔ عیسائی مبلغین نے آج تک اپنی ساری قوتیں یہ ثابت کرنے کے لئے صرف کی ہیں کہ باقی تمام مذاہب کے بانی جھوٹے اور فاسد ہیں، تاکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے دعوے کو بے نظیر ثابت کر سکیں۔ حضرت محمدؐ اور آپ کے دین کے متعلق ان کی کتب کا مطالعہ ہی اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے کافی ہے کہ ان کی بدگمانیوں اور مذہبی تعصب نے انہیں دوسرے مذاہب کی سچائی پرکھنے کا کس طرح نااہل بنا دیا ہے۔ انہوں نے اپنی مطلب براری کے لئے قرآن کا غلط ترجمہ اور حضرت محمدؐ کے بارے میں جھوٹی باتیں پھیلانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اگر انہیں کسی دوسرے مذہب میں اپنے مذہب سے مشابہ کوئی چیز نظر آتی ہے تو بجائے مسرور ہونے کے وہ افسردہ ہو جاتے ہیں اور اسے مسیحی اثر بطور تشریح پیش کرتے ہیں۔

اس کے برعکس ایک مسلمان دنیا کے تمام بڑے مذاہب کا الہامی ہونا تسلیم

کرتا ہے۔ اسلام کی کتاب مقدس یہ اعلان کرتی ہے کہ خدا نے ہر قوم میں لوگوں کو سچائی اور پرہیزگاری کی رہنمائی کے لئے پیغمبر مبعوث کئے ہیں۔ شفیق خالق اور جہانوں کا پالنے والا کبھی جانبدار نہیں ہو سکتا کہ وہ ایک ہی قوم کو اپنے الہامی پیغامات کے لیے چُنے اور باقی سب کو محروم کر دے۔ ایک مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ تمام بڑے مذاہب کے بانیوں پر ایمان رکھے۔ وہ یہ دیکھ کر کہ کس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت موسٰےؑ اور حضرت عیسٰےؑ کے سچے عقائد کو چھوڑ دیا یا تبدیل کر دیا ہے۔ رنجیدہ تو ہو سکتا ہے' لیکن وہ کبھی ان مذاہب کے پاک پیغمبروں کی مخالفت نہیں کر سکتا، کیونکہ بموجب قرآنی ہدایت اسے ان کو خدا کے سچے اور پرہیزگار پیغمبر ماننا لازم ہے اور ان کا احترام اور محبت اس کے لیے ویسے ہی ہے' جیسے کہ حضرت محمدؐ کے لیے۔

لہٰذا حضرت عیسٰےؑ اور حضرت محمدؐ اور ان مذاہب جن کی انہوں نے تبلیغ کی' کے ساتھ گہری محبت اور تعظیم و تکریم کے جذبات رکھتے ہوئے میں اسلام اور عیسائیت کے تقابلی مطالعہ کا آغاز کرتی ہوں۔ اگر بعض اوقات میں عیسائیوں سے اختلاف کرتی ہوں تو یہ اختلاف حضرت عیسٰےؑ کے مذہب پہ نہیں بلکہ اس کی بدلی ہوئی شکل اور ان خصوصیات پر ہے' جنہوں نے حضرت عیسٰےؑ کی وفات کے بعد نشو و نما پائی۔ لارڈ ہیڈلے (Lord Headley) کے الفاظ میں "اسلام اور حضرت عیسٰےؑ کی تعلیم کردہ عیسائیت دو برادر دین ہیں جنہیں بعض عقائد اور ایسی فنّی باریکیوں نے جُدا کر رکھا ہے' جن کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔"

Lord Headley: A Western Awakening to Islam p.15

نام کتاب ———— اسلام اور عیسائیت

مصنفہ ———— پروفیسر مسز الفت عزیز الصمد
شعبۂ انگریزی پشاور یونیورسٹی

ترجمہ ———— ڈاکٹر اعتزاز برکت چوہدری
ڈاکٹر انوار الحق

سالِ اشاعت ———— ۱۹۸۵ء

تعداد ———— ایک ہزار

ناشر ———— علمی کتاب خانہ اُردو بازار لاہور

طبع ———— منظور پریس لاہور

قیمت ———— کچھ نہیں

کتابت ———— خالد محمود صدیقی

ملنے کا پتہ

64/65 سی ماڈل ٹاؤن لاہور

سٹاکسٹ

علمی کتاب خانہ اُردو بازار لاہور

www.Only1Or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

باب اوّل

انجیل اور قرآن

عیسائیت اور اسلام دونوں الہامی مذاہب ہونے کے دعویدار ہیں۔ حضرت عیسٰےؑ نے یہ اعلان کیا کہ وہ پیغام جو وہ پہنچا رہے تھے ان کا نہیں ہے۔ بلکہ خُدا کا تھا۔ "مَیں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا، بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا، اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں"۔ (یوحنا ۱۲-۴۹) انہوں نے اپنے آپ کو ایسا انسان ظاہر کیا "جس نے تم کو وہی حق بات بتائی جو خدا سے سُنی (یوحنا ۸-۴۰)۔ ٹھیک اسی طرح قرآن میں دعوٰے کیا گیا ہے کہ جو وحی حضرت محمدؐ پر اُتری وہ تمام جہانوں کے خُدا کی طرف سے تھی" اور یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اتارا ہُوا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے (یعنی اس نے) تمہارے دل پر (القا) کیا ہے تاکہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو"۔ (القرآن ۲۶-۱۹۲،۱۹۴) اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان دونوں مذاہب کی سچائی کا انحصار بانیٔ مذہب کی وحی کے الفاظ کے درست طور پر تحریر میں لانے اور آسمانی کتب کے متن کے صحیح ہونے پر ہے اگر الہامی پیغام جو پیغمبر کو دیا گیا بعینہٖ ہم تک نہیں پہنچا، بلکہ غلط بیانی اور ردّ و بدل کا شکار ہو گیا ہو تو اسی قدر وہ مذہب بھی حق سے دُور متصوّر ہو گا۔ اس باب میں ہم جائزہ لیں گے کہ کس حد تک حضرت عیسٰےؑ اور حضرت محمدؐ کے الہامی الفاظ اور پیغامات کو انجیلوں اور قرآن میں وفاداری سے رقم کیا گیا ہے اور کس حد تک یہ الہامی کتابیں کسی قسم کے ردّ و بدل یا ناجائز الحاق

سے پاک رہی ہیں۔

انجیلوں کی ترتیب اور خصوصیت

بائیبل میں چار انجیلیں شامل ہیں، جو متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کی روایت ہیں۔ ان انجیلوں میں ہمیں حضرت عیسیٰؑ کی بہت سی الہامی باتوں کا پتہ چلتا ہے یہ کتابیں حضرت عیسےٰؑ کی وفات کے چالیس سے اسّی برس بعد تک کے عرصہ میں ان سابقہ دستاویزات کی بنیاد پر مرتب کی گئیں۔ جو اب ضائع ہو چکی ہیں۔ بائیبل کے علمائُ نے ان میں سے چند سابقہ دستاویزات کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً (۱) 'کیو' (جرمن کیول = ماخذ) آرامی زبان کی گمشدہ دستاویز جو انجیلوں کے مصنفین تک یونانی ترجمہ میں پہنچی (2) 'ارمارکس' - قدیم نشان) جو مرقس کی انجیل کا پرانا مسودہ تھا اور یہ حضرت عیسےٰؑ کے بارے میں پطرس کے ارشادات پر مبنی تھا (۳) 'ایل' حضرت عیسےٰؑ کے بارے میں بیانات کا مجموعہ جو صرف 'لوقا' نے استعمال کیا۔ انجیلوں کے موازنہ سے عیاں ہے کہ ان کے مصنفین نے ان پرانے گمشدہ دستاویزات کو بہت حد تک آزادانہ طور پر استعمال کیا اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ان میں شامل بعض چیزوں کو تبدیل کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

سب سے پہلی انجیل جو تحریر میں آئی وہ مرقس کی تھی جو حضرت عیسےٰؑ کے نام نہاد واقع صلیب کے کم از کم چالیس برس بعد روم میں لکھی گئی۔ زمانہ حال کی یہ انجیل 'ارمارکس' کی شرح سمجھی جاتی ہے جس کے بارے میں ایک ابتدائی عیسائی مصنف پاپیا (Papias) نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

"یوحنا کبیر کہا کرتا تھا کہ مرقس نے پطرس کے ترجمان کی حیثیت سے وہ سب کچھ صحیح طور پر تحریر کیا جو اسے یاد تھا تاہم اس نے حضرت عیسےٰؑ

کے فرمودات اور افعال کو من و عن ترتیب وار درج نہیں کیا کیونکہ نہ تو وہ حضرت عیسٰےؑ کے سامعین سے تھا اور نہ اس کو ان کی صحبت نصیب ہوئی تھی، جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ وہ بعد میں پطرس کے ساتھ منسلک ہوا، جو حضرت عیسٰےؑ کے ارشادات اپنے سامعین کی ضروریات کے مطابق وضع کیا کرتا تھا اور حضرت عیسٰےؑ کے فرمودات کا مربوط بیان اس کے پیشِ نظر نہ تھا۔"[1]

وثوق سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ارمارکس کی تشریح اور نظر ثانی کے بعد مرقس کی انجیل جو تیار ہوئی یہ خود مرقس نے کی یا کسی اور شخص نے۔ ڈاکٹر سی جے. کاڈو (Dr. C.J. Cadoux) نے جو آکسفورڈ میں چرچ ہسٹری کے میکنیل پروفیسر تھے اس انجیل کی اصلیت اور بناوٹ کے بارے میں بائیبل کے مشہور علماءؒ کے تاثرات کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے۔

"اسے پطرس کی شہادت (۶۵ عیسوی) کے بعد اس وقت لکھا گیا۔ جب مرقس جو بذاتِ خود حضرت عیسٰےؑ کا خلیفہ نہ تھا اور نہ ہی اس کی بظاہر حضرت عیسٰےؑ کے کسی خلیفہ تک رسائی تھی جس سے وہ حضرت عیسٰےؑ کے ارشادات کی تصدیق کر لیتا۔ اس کی تدوین کے مخصوص حالات کے سبب جہاں اس کے صحیح ہونے کی بہت سی علامات ہیں، وہاں پہلو بہ پہلو ایسی علامات بھی موجود ہیں، جو لاعلمی اور سقم کی مظہر ہیں۔"[2]

1. Roberts and Donaldson Editors, The Ante-Nicene Fathers, Vol. 1, P. 154,155

2. C.J. Cadoux: The life of Jesus, Penguin Books, P.13

"متی کی انجیل یونانی زبان ۔۔ ۹۰ عیسوی) میں بمقام انطاکیہ لکھی گئی۔ مصنف نے کم از کم دو گمشدہ دستاویزات "کیو" اور "ارماکس" کا استعمال کیا۔ کسی بھی غیر جانبدار عالم نے اس انجیل کو اُس 'متی' کی تصنیف تصور نہیں کیا جو حضرت عیسےٰؑ کا مبلغ تھا اگر 'متی' نے کوئی چیز مرتب کی ہے تو وُہ صرف 'کیو' ہو سکتی ہے۔ اس انجیل کے گمنام مصنف نے جس آزادی سے اصلی مواد کو استعمال کیا اس کے متعلق سی۔ جے کاڈو رقمطراز ہے۔

"لیکن مرقس کے حاصل کردہ مواد کا باریک تجزیہ اس امر کا مظہر ہے کہ مصنف نے مواد کو مرتب کرنے اور اسے جاذب طریق سے پیش کرتے ہیں نہایت آزادی سے کام لیا ہے، تاکہ حضرت عیسےٰؑ کو اس کے نظریہ کے مطابق، صحیح عظیم استاد کا مقام دیا جا سکے۔ جب وُہ 'کیو' کی تصنیف کر رہا تھا۔ یا اپنے بارے میں خاص مواد مہیا کر رہا تھا تب بھی اس کے اندر عموماً یہی رجحان پایا جاتا تھا۔ لہٰذا 'متی' سے متعلق کوئی بھی چیز بڑی احتیاط کے بعد ہی تاریخی حقیقت تسلیم کی جا سکتی ہے"۔(۱)

تیسری انجیل 'لوقا' کی انجیل۔ جو یونان کے کسی مقام پر ۸۰ عیسوی کے قریب تھیوفیلس اعظم جو غالباً رومن سلطنت میں افسر اعلیٰ تھا کی خاطر لکھی گئی۔ یہ غیر یہودیوں کے لیے معذرت خواہانہ خطاب ہے۔ اس کے مصنف نے جو سینٹ پال کا دوست اور ہمسفر تھا کم از کم تین گمشدہ دستاویزات سے استفادہ کیا جن میں سے دو ہو بہو وہی ہیں جن سے 'متی' کی انجیل کے مصنف نے استفادہ کیا اور تیسرا اپنی نوعیت میں منفرد تھا۔ 'لوقا' جو اپنی انجیل کو سینٹ پال کے نقطۂ نظر

1. C.J. Cadoux: The life of Jesus, Penguin Books, P.14,15

کے مطابق بنانا چاہتا تھا نے اپنے ذرائع کو 'متی' کی انجیل کے مصنف سے بھی زیادہ آزادانہ طور پر استعمال کیا۔

مرقس۔ متی اور لوقا کی انجیلیں مماثل انجیلیں کہلاتی ہیں؛ کیونکہ وہ ایک ہی گمشدہ دستاویز پر مبنی ہیں اور ان میں بہت سی چیزیں مشترکہ ہیں۔ 'یوحنا' کی انجیل ان سے بہت مختلف ہے حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت اور ان کا پہلے سے وجود میں ہونا صرف اسی انجیل میں رقم ہے۔ گو حضرت عیسےٰؑ نے بذاتِ خود کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ اس انجیل کے مصنف نے اپنی ابتدائی سطور میں دعوےٰ کیا ہے کہ خدا کا کلمہ جس نے اس دُنیا کو تخلیق کیا حضرت عیسےٰؑ کی ذات میں ممثل ہے یوحنا کی انجیل سال عیسوی کے ۱۱۰ - ۱۱۵ سال کے مابین افیسوس کے کسی قریبی مقام پر لکھی گئی اس کا مصنف کوئی غیر معروف شخص تھا جس کے رجحانات یہودیوں کے خلاف تھے اور جس نے یہودیوں کو حضرت عیسےٰؑ کا دشمن قرار دیا۔ کسی غیر جانبدار عالم نے اس کو جان بن زبیڈی John the Son of Zebedee کی تصنیف قرار نہیں دیا جسے آر۔ ایچ چارلس۔ الفرڈ لوسی۔ رابرٹ آئسلر اور دوسرے علماء کی تحقیق کے مطابق اگرپا اوّل Agrippa I نے ۴۴ عیسوی میں چوتھی انجیل کے لکھے جانے سے بہت پہلے قتل کروا دیا تھا بائیبل کے جدید علماء نہ صرف مصنف کے اپنے خیالات جن کا اظہار اس نے اس تصنیف میں کیا ہے، بلکہ ان خیالات کو بھی جن کو اس نے حضرت عیسےٰؑ کی طرف منسوب کیا ہے، شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، سی۔ جے۔ کاڈو لکھتا ہے۔

"چوتھی انجیل میں مندرج تقاریر (عیسائیت کے ابتدائی دعووں کے باوجود) مماثل انجیلوں میں بیان کی گئی تقریروں سے اس قدر مختلف اور مصنف کے اپنے

www.onlyoneorthree.com

تاثرات سے اس قدر ملتی جلتی ہیں کہ ان دونوں کو حضرت عیسےٰؑ کے فرمودات کی قابلِ اعتبار دستاویز تصور نہیں کیا جا سکتا، زمانہ حال کے برعکس عہدِ عتیق میں ادبی صداقت تاریخی شخصیتوں سے من گھڑت تقاریر منسوب کرنے میں مانع نہ تھی، پرانے زمانے کے عظیم تاریخی مورخوں نے ایسے ہی ایسی تقاریر وضع کرنے اور منسوب کرنے کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔" [1]

انجیلوں کا غیر معتبر ہونا

انجیلوں کی طباعت سے قبل ابتدائی عیسائی فرقوں میں بٹ چکے تھے۔ ان کو مرتب کرنے کا مقصود مختلف مکتبۂ فکر کے خاص عقائد کی عکاسی کرنا تھا۔ اس لئے ان کے مصنفین نے بلا حیل و حجت ابتدائی دستاویزات اور دوسرے روایتی مواد جس میں حضرت عیسےٰؑ کی زندگی کے حالات اور ارشادات موجود تھے میں اپنے مکتبۂ فکر سے ہم آہنگ کرنے کی حد تک ردّ و بدل کیا۔ پادری ٹی جی ٹوکر (Rev. T.G. Tucker) لکھتا ہے۔

"اس طرح جو انجیلیں طبع ہوئیں، وہ اسی جماعت کی عملی ضروریات کے نظریہ کی واضح عکاسی کرتی تھیں، جن کے لے وہ لکھی گئیں۔ گو روایتی مواد سے کماحقہ استفادہ کیا گیا، لیکن ان میں ردّ و بدل۔ اضافہ یا اخراج مصنف کے حصولِ مقصد کے مطابق بلا حیل و حجت کیا گیا۔" [2]

---

1. C.J.Cadoux: The life of Jesus, P.16

2. T.G. Tucker: The History of Christians in the light of Modern Knowledge, p.320

www.OnlyOneOrThree.com

بائیبل کی مشمولہ چار انجیلیں ہی نہیں تھیں، جو عیسائیت کے ابتدائی صدیوں میں لکھی گئیں۔ بلکہ اس دور میں اور بھی بہت سی انجیلیں مرتب ہوئیں، جن میں عبرانیوں کی انجیل بھی شامل ہے یہ آرامیوں کی لکھی ہوئی تھی جس سے نصاریٰ (جو حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی دور کے پیروکاروں کا لقب تھا) استفادہ کیا کرتے تھے۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کو ایک عظیم پیغمبر تو مانتے تھے لیکن اُن کی الوہیت سے انکار کرتے تھے۔ دوسری صدی کے اختتام کے قریب مرقس۔ متی۔ لوقا اور یوحنا کی انجیلوں کو کلیسا نے صحیح تسلیم کر لیا اور باقیوں کو چرچ نے خلاف عقیدہ و شریعت قرار دے دیا۔ چرچ کی طرف سے باضابطہ منظوری اور الہامی قرار دیئے جانے سے قبل یہ انجیلیں ایسے تقدس کی حامل نہ تھیں جیسے آج کل ہیں، اور کوئی شخص ایسے مواد میں جو اس کے نظریہ سے مطابقت نہ رکھتا تھا، یا اس کے فرقہ کی مقصد براری نہ کرتا تھا۔ ردوبدل کرنے میں کوئی ندامت محسوس نہ کرتا تھا۔ بلکہ یہ انجیلیں چرچ میں منظور شدہ خدائی کلام قرار دیئے جانے کے بعد بھی لگاتار ردوبدل کا شکار رہیں، جیسا کہ مختلف قدیم نسخوں سے ظاہر ہے اس بات کا حوالہ دیتے ہوئے کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈملو اپنی مشہور کتاب (کمینٹری اون دی ہولی بائیبل میں لکھتا ہے۔؟

"بعض اوقات نقل نویس ایسی چیزیں لکھ دیتا ہے جو اصل تحریر میں نہیں ہوتیں، بلکہ اس کے خیالات کے مطابق ہونی چاہئیں تھیں، وہ کمزور یاد داشت پر بھی اعتبار کر لیتا ہے اور متن کو اس فرقہ کے خیالات کے مطابق جس سے اس کا تعلق ہوتا ہے ڈھال لیتا ہے عیسائی پادریوں کے بیانات و اقوال کے علاوہ انجیل کے تقریباً چار

ہزار یونانی نسخے معلوم تھے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ متن کی قرأت کے اختلافات بڑی تعداد میں ہیں[1]

اس پر غور کرنے کے لئے کہ چرچ کی تسلیم شدہ چاروں انجیلیں حضرت عیسٰےؑ کا الہامی پیغام کس حد تک صحیح طور پر پیش کرتی ہیں، مندرجہ ذیل نکات کو ذہن نشین کرنا لازمی ہے۔

(۱) یہ کہ حضرت عیسٰےؑ کی زندگی میں ان کے الہامی پیغامات کو ضبطِ تحریر میں نہیں لایا گیا۔

(۲) یہ کہ حضرت عیسٰےؑ کے ارشادات کی وہ تمام قدیم ترین دستاویزات جو ان کے دُنیا سے چلے جانے کے کچھ عرصہ بعد اس وقت تیار کی گئی تھیں جب ان کی حمد وثنا کی ابتدا ہو چکی تھی۔ ناقابل تلافی طور پر گم ہو چکی ہیں۔

(۳) یہ کہ انجیلیں ۷۰ - ۱۱۵ عیسوی کے درمیان گمشدہ دستاویزات کے بعض حصوں کی بنیاد پر لکھی گئیں۔ ان کے مواد کے ساتھ قدرے بے احتیاطی سے سلوک کیا گیا، اور مصنفوں نے بلاحیل و حجت ان میں ایسا ردّو بدل کیا جو ان کے خیال میں حضرت عیسٰےؑ کی شان کو بڑھانے والا تھا یا اس کو وہ اپنے فرقوں کے خیالات کے مطابق ڈھالنا چاہتے تھے۔

(۴) یہ کہ کسی انجیل کا مصنف نہ تو حضرت عیسٰےؑ کو جانتا تھا اور نہ ہی اس نے بذاتِ خود انہیں سُنا تھا۔

(۵) انجیلیں یونانی میں لکھی گئیں، جب کہ حضرت عیسٰےؑ آرامی زبان بولتے تھے۔

---

1. J.R. Dummelow: Commentary on the Holy Bible, P.16

(۶) یہ انجیلیں مختلف فرقوں کے نظریات کی تبلیغ کے لیئے مرتب کی گئیں اور یہ کہ ان کو بہت سے دوسرے ایسے نسخوں میں سے منتخب کیا گیا جو مختلف نظریات کی ترجمانی کرتے تھے۔

(۷) یہ کہ ان انجیلوں کے لکھے جاتے سے کم از کم ایک صدی بعد تک چرچ نے انہیں مستند نہیں سمجھا اس دوران ان میں تبدیلی کی جا سکتی تھی اور در حقیقت مختلف فرقوں کے نقل نویسوں نے اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ان میں حسبِ منشا تبدیلیاں کیں۔

(۸) قدیم ترین رائج مسودے مثلاً Codex Sinaiticus, Codex Vaticanus and Codex Alexandrinus چوتھی اور پانچویں صدی سے تعلق رکھتے تھے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ اس سے پہلے کی صدیوں میں ان کتابوں میں کس حد تک ردّ و بدل کیا گیا، جب کہ اس دَور کا کوئی مسودہ اب موجود نہیں ہے۔

(۹) یہ کہ چوتھی اور پانچویں صدی کے رائج نسخوں میں کئی جگہ واضح اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۱۰) یہ کہ مجموعی طور پر انجیلیں واضح تضادات کی حامل ہیں۔

یہ حقائق جو چیدہ مغربی مفکروں نے بیان کئے ہیں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰےؑ کی انجیل جس سے مراد ان کا وُہ پیغام ہے جو انہیں براہِ راست اللہ تعالیٰ سے ملا ہم تک اصل حالت میں نہیں پہنچی چاروں انجیلیں جو بائیبل میں شامل ہیں، حضرت عیسٰےؑ کی الہامی تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ان کتابوں کا طریق ترتیب اور جن حالات سے یہ گذری ہیں ایسے ہیں کہ یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت عیسٰےؑ نے دراصل کیا کہا اور کیا سکھایا۔

سی۔ جے۔ کاڈو اپنی کتاب 'لائف آف جیسس' میں صورت حال کا خلاصہ

WWW.Only1or3.com
WWW.OnlyOneOrThree.com

ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

"لہٰذا یہ چاروں انجیلیں وہ بڑی دستاویزات ہیں جن کی طرف ہمیں رجوع کرنا ہوگا اگر ہمیں اس خاکہ کو پُر کرنا ہے جو ہم نے دوسرے ذرائع سے بنایا ہے۔ لیکن ان کا مواد جہاں تک قابلِ اعتبار ہونے کا تعلق ہے نہایت مختلف حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں بے یقینی کا عنصر اس حد تک غالب ہے کہ اس کشمکش کو لاحاصل اور اس کام کو بے سُود قرار دینے کو دل چاہتا ہے۔ تاریخی طور پر متضاد واقعات اور ناممکن امور جو ان انجیلوں کے بعض حصّوں میں موجود ہیں حضرت عیسٰےؑ کی حیثیت کے بے بنیاد افسانے کے دلائل سمجھے جاتے ہیں، تاہم غور کرنے سے جو دوسرے پہلو سامنے آتے ہیں، وہ ان دلائل سے زیادہ پختہ ہیں۔ اس کے باوجود جو خامیاں اور غیر یقینی باتیں رہ جاتی ہیں نہایت سنگین ہیں۔ لہٰذا زمانہ حال کے بہت سے لوگ جن کو حضرت حضرت عیسٰےؑ کی ذات پر کوئی شبہ نہیں، تاریخی حقیقت کو انجیلوں کے فرضی اور من گھڑت قصّوں سے علیحدہ کرنے اور باقی ماندہ تاریخی واقعات سے دوبارہ حضرت عیسٰےؑ کی تعلیمات کو وضع کرنے کی کوشش کو بے سُود سمجھتے ہیں[1]۔"

قرآن کا مستند ہونا

اس کے برعکس قرآن پاک کے متعلق ایسا کوئی شبہ نہیں ہے اس میں اس وحی کے علاوہ کچھ نہیں، جو محمد رسول اللہ پر نازل ہوئی ہر الہامی پیغامات وقتاً فوقتاً

1. C.J. Cadoux: op. Cit, P 16,17

ٹکڑوں کی صورت میں نازل ہوتے رہے۔ جیسے ہی کوئی پیغام موصول ہوتا آپؐ اسے فوراً اپنے صحابہ تک پہنچاتے اور انہیں نہ صرف ازبر کرنے کی تاکید فرماتے، بلکہ لکھنے کی بھی ہدایت فرماتے نیز ہر موقع پر آپ متعین طور پر یہ بتاتے کہ اس وحی کو کہاں جگہ دی جائے۔ اس طرح مکمل قرآن رقم ہوا اور حضرت محمدؐ کی زندگی میں ہی سینکڑوں لوگوں کے دلوں میں محفوظ بھی ہو گیا۔

حضرت محمدؐ کے وصال کے بعد خلیفہ اوّل حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زیدؓ بن ثابت کو قرآن کے متن کو کتابی صورت میں یکجا کرنے کی ذمّہ داری سونپی۔ حضرت محمدؐ کے صحابہ کرام نے ان کے الہامی پیغامات کو چرمی کاغذ یا چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھ لیا تھا۔ زید بن ثابت نے ان تمام ٹکڑوں کو اکٹھا کیا اور بعد موازنہ حفاظِ کرام ایک نسخہ مرتب کیا جس کو مصحف (مجتمع اوراق) کا نام دیا جس کی اصلیت اور صحت جملہ شکوک سے مبرّا ہے۔

خلیفہ سوئم حضرت عثمانؓ کے حکم سے مصحف کی سات کاپیاں تیار ہوئیں اور بعد موازنہ حفاظِ کرام اسلامی دنیا کے مختلف مراکز کو بھیجی گئیں، ان میں سے ایک کاپی تاحال تاشقند میں موجود ہے زار روس کی حکومت نے اس کی ہو بہو نقل شائع کی۔ رائج الوقت متن اور اس نقل میں مکمل مطابقت ہے قرآن کے دیگر مسوّدات کے بارے میں بھی خواہ متن مکمل تھے یا حصّوں کی صورت میں جو اسلامی دَور کے پہلی صدی سے متعلق ہیں، یہ بات درست ہے۔

عہد محمدؐ سے آج تک قرآن کا ازبر کرنے کا دستور مسلسل چلا آرہا ہے اور آج کل دُنیا میں حفاظ کی تعداد لاکھوں پر مشتمل ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی عالم نے چاہے مشرق کا ہو یا مغرب کا، مسلمان ہو یا غیر مسلم، قرآن کے متن کی صحت پر شک و شبہ نہیں کیا۔ سر ولیم میور جیسا معاند نقاد نگار

بھی قرآن کے بارے میں لکھتا ہے۔
"غالباً دنیا میں قرآن کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں، جس کا متن بارہ صدی تک اس کی طرح خالص رہا ہو"۔ [1]

---

1. Sir William Muir, The life of Mohamet Introduction, P.18

www.Only1Or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

بابِ دوم

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام اور عیسائیت کے مابین فرق کا جس قدر اظہار حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر اور حضرت محمدؐ کے بارے میں مسیحی رویّے کے تقابل سے ہوتا ہے اور کسی چیز سے نہیں ہوتا۔ مسلمان حضرت عیسیٰؑ کو ایک عظیم پیغمبر مانتے ہیں اور ان کے ساتھ ویسے ہی محبت رکھتے اور ان کا احترام کرتے ہیں جیسا کہ وہ حضرت محمدؐ سے محبت رکھتے اور ان کا احترام کرتے ہیں، عیسائی حضرات اس کے برعکس نہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مسترد کرتے ہیں، بلکہ جہاں تک ان کا بس چلتا ہے، تحقیر آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔

تاہم بانیانِ اسلام و عیسائیت کی زندگیوں کی غیر جانبدارانہ تحقیق سے ثابت ہے کہ وہ دونوں خدا رسیدہ تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر الہامی مذاہب کی تبلیغ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ تاکہ لوگوں کو لغزش اور گناہ سے نجات دلائیں اور اس مادی دنیا میں خدا کے قانون کو غالب کریں۔

حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور ان کی تبلیغ

حضرت عیسیٰؑ ۵ - ۷ ق م کے لگ بھگ فلسطین کے معمولی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کی اوائل عمر کے متعلق بہت کم معلومات حاصل ہیں۔ جیسا کہ "لوقا" کے درج ذیل الفاظ یوں اس کی عکاسی کرتے ہیں: "ان کی "دانش اور قامت" میں

فروغ ہوا اور وہ خدا اور انسانوں میں مقبول ہوتے"۔ جب وہ ۳۳-۳۵ کی عمر کو پہنچے تو فلسطین میں ایک پیغمبر کا ظہور ہوا جو توبہ برائے کفارہ گناہ کے بپتسمہ کی تبلیغ کرتے تھے ان کا نام یحیٰی بپتسمہ دینے والا تھا۔ حضرت عیسےٰؑ ان کے پاس گئے اور یحییٰؑ نے حضرت عیسےٰؑ کو بپتسمہ دیا اور اس موقع پر حضرت عیسےٰؑ کو وحی نازل ہوئی کہ وہ خدا کی طرف سے یہودیوں کے مسیحا چنے گئے ہیں، تاکہ وہ سچے مذہب کا احیا کریں اور اسرائیلی پیغمبروں کا سلسلہ پایۂ تکمیل کو پہنچائیں۔

بنی اسرائیل خدا کے دین سے ناواقف نہ تھے لیکن حضرت عیسےٰؑ کے آغاز تبلیغ کے وقت حقیقی مذہب کی روح "صدوقیوں" کی دنیا داری اور "فریسیوں" کی رسوم پسندی اور قانونی موشگافیوں کی نذر ہو چکی تھی۔ "تالموڈ" کے الفاظ میں ان کا اعلان یہ تھا کہ: "وہ شخص جو ہاتھ دھونے کو معمولی اہمیت دیتا ہے اس دنیا سے برباد جاوے گا"۔ حضرت عیسےٰؑ نے ان کی سرزنش کی اور فرمایا،

"تم نے خدا کے احکامات سے انکار کیا ہے تاکہ اپنی روایات کو قائم رکھ سکو"۔ یوم السبت کے متعلق ان کے ضابطے مضحکہ خیز تھے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص سبت کے روز فقط دو ہزار ہاتھ ہی چل سکتا تھا اس سے زیادہ ہرگز نہیں، گلے کی خراش سے نجات کے لئے سرکہ کا نگلنا جائز تھا، لیکن غرارے کے لئے اس کا استعمال منع تھا خطرہ جان ہو تو ڈاکٹر کو بلایا جا سکتا تھا۔ لیکن سبت کے روز ہڈی کے ٹوٹنے کا علاج ممنوع تھا۔ حضرت عیسےٰؑ نے بیتابی سے ان تمام تفصیلی اور مصنوعی ضوابط کو رد کر دیا انہوں نے ان کو بتایا کہ سبت کا دن لوگوں کے لئے ہے نہ کہ لوگ سبت کے دن کے لیے ہیں اور انہیں تنبیہہ کی، اے منافق عالمو، اور فریسیو لعنت ہو تم پر کہ تم پودینہ، سونف اور زیرہ پر تو عشر ادا کرتے ہو مگر قانون عدل، رحم اور ایمان جیسے اہم امور کو نظر انداز کرتے ہو۔ اے اندھے رہنماؤ"

"مچھر کو تو چھانتے ہو، لیکن اونٹ کو نگل جاتے ہو۔"

حضرت عیسٰےؑ کے مذہب کی رُوح خالق اور بنی نوع انسان کی محبت تھی، جسے انہوں نے اپنے الہامی پیغامات اور خوبصورت تمثیلات کے ذریعے اپنی قوم کے دلوں میں اتارنے کی کوشش کی۔

'صدوقی' اور 'فریسی' چہ جائے کہ انہیں مسیحا تسلیم کرتے جس کی بشارت پہلے اسرائیلی پیغمبروں نے دے رکھی تھی، ان کے جانی دشمن بن گئے اور رومی ناظم الامور پر دباؤ ڈالا کہ وُہ ان کے لئے پھانسی کی سزا کا حکم جاری کرے۔

یہ شخص جسے اس کی قوم کے عقل کے اندھے ایک حقیر مجرم گردانتے تھے تاریخ کی بہترین فیض بخش ہستیوں میں سے تھا۔ اس نے پاکیزہ۔ شریفانہ اور صالح زندگی بسر کی، رضائے الٰہی کے حصول اور اپنی قوم کے گمراہوں سے سلوک میں اس نے جس نرمی اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا وہ بے مثل تھی۔ دوستوں کی خدمت اور دشمنوں کے لیے دُعاگوئی میں وُہ شرافت بے غرضی اور انکساری کا مجسمہ تھا اس کے بے شمار معجزات ہیں، تاہم اس نے ان پر کبھی تکبّر نہیں کیا، اس نے ہمیشہ انہیں خدا کی طرف منسوب کیا، بلکہ دوسروں کو بھی ایسے کرنے کا اہل جانا۔ گنہگاروں اور مظلوموں کے لیئے آپ کی رحمدلی حقیقتاً قابلِ تعریف تھی، ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے شیطان کو تسخیر کر لیا تھا۔

حضرت محمدؐ کے متعلق حضرت عیسٰےؑ کی پیشین گوئیاں

یہودی حضرت عیسٰےؑ کے خلاف اپنے جرم کی پاداش میں خُدا کی برکتوں اور رحمتوں سے محروم کر دیئے گئے۔ حضرت عیسٰےؑ نے انہیں بتایا کہ ان کے بعد ان کے اندر مزید کسی پیغمبر کا ظہور نہیں ہوگا اور خُدا کی بادشاہت ان سے لے لی جائے گی،

اور کسی ایسی قوم کو دی جائے گی جو اس کی زیادہ اہل ہو گی۔ مزید برآں انہوں نے اعلان کیا کہ جس پتھر کو معماروں نے ٹھکرا دیا اسے خُدا نے کونے کا پتھر بنانے کے لئے چن لیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بنی اسماعیلؑ جس کو بنی اسرائیل نے مسترد کر دیا اور ان سے تعلق نہ رکھا، خدا نے انہیں اپنی بہترین رحمتوں کے لیے چن لیا۔ پیغمبرِ عالم کا ظہور بنی اسماعیل میں ہو گا۔ حضرت عیسےٰؑ نے حضرت محمدؐ کی آمد کی پیشین گوئی نہایت واضح الفاظ میں یوں کی :

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وُہ یعنی رُوح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔" (یوحنا ۱۶: ۱۲ – ۱۳)

چرچ کی غیر منظور شدہ انجیل برنا باس میں حضرت عیسےٰؑ روح حق یا نجات دہندہ یعنی وہ پیغمبر جو ان کے بعد کل عالم کی مکمل سچائی کی آگاہی کرے گا کا ذکر نام لے کر اس طرح سے کرتے ہیں۔

"تب کاہن نے کہا کہ اس مسیحا کو کس نام سے پکارا جائے گا اور وُہ علامتیں کیا ہوں گی جو ان کی آمد کو ظاہر کریں گی، یسوع نے جواب دیا۔" اس مسیحا کا نام قابلِ تعریف ہے، کیونکہ یہ نام خُدا نے اس کو اس وقت دیا تھا جب اس کی رُوح کو تخلیق کیا تھا اور ملکوتی شان میں رکھا۔ خدا نے فرمایا" اے محمدؐ! انتظار کرو مَیں تمہاری خاطر جنت دنیا اور لامتناہی مخلوق تخلیق کروں گا۔ جس کو مَیں تمہیں تحفہ کے طور پر پیش کروں گا تا آنکہ جو تمہاری حمد و ثنا کرے گا وہ مبارک ہو گا اور جو تمہیں بُرا کہے گا وہ ملعون ہو گا۔ جب مَیں تمہیں دنیا میں بھیجوں گا تو تم میرے نجات کے پیامبر ہو گے اور تمہارا کلام یہاں تک

سچا ہوگا کہ آسمان و زمین تو نابود ہو سکتے ہیں لیکن تمہارا ایمان دائم رہے گا اس کا مبارک نام محمّدؐ ہے تب مجمع نے اونچی آواز میں کہا اے خدائے برتر اپنے پیامبر کو ہمارے پاس بھیج، اے محمدؐ دنیا کی نجات کے لئے آجاؤ۔" ؎ (برنا باس باب ۹۷، ۸-۱۰)

پیغمبر محمدؐ

وہ غم خوار روح حق اور پیغمبرِ خدا جن کے متعلق حضرت عیسےٰؑ نے بشارت دی تھی، عرب میں ۵۷۱ عیسوی میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش کے وقت تمام دنیا میں سچا مذہب بھلایا یا مسخ کیا جا چکا تھا۔ اسماعیلی عرب جن میں وہ پیدا ہوئے مشرک اور بت پرست تھے وہ ہر قسم کے گناہ اور توہم پرستی میں ڈوب چکے تھے ان کے پاس جنگل کے سوا کوئی قانون نہ تھا، البتہ کچھ پرانی قبائلی رسومات کے حامل تھے۔

حضرت محمدؐ نے ایسے لوگوں کے درمیان جو خدا کے راستے سے بہت بھٹک چکے تھے۔ بندۂ خدا کے طور پر پرورش پائی۔ وہ ان میں پاکبازی۔ بے داغ کردار سچائی کی محبت، غریبوں اور پس ماندہ لوگوں سے محبت اور ہمدردی کے لیے نمایاں تھے۔ لوگ آپ کو الامین قابلِ اعتبار اور وفادار کے نام سے پکارتے تھے۔

جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی گئی لوگوں کی توہم پرستی اور برائیاں ان کے لیے زیادہ سے زیادہ آزردگیِ قلب کا باعث بنتی گئیں۔ وہ گھنٹوں اپنے خالق کے ساتھ مراقبہ اور انجام

؎ The Gospel of St. Barnabas, Edited and Translated from manuscript in the Imperial library at Vienna by Lousdale and Laura Ragg, Oxford

اور مقصدِ حیات پر غور و فکر کرنے میں گذارتے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لایا جائے اور خدا کو بندے سے اور بندے کو خدا سے جوڑا جائے۔ جب آپ چالیس برس کی عمر کو پہنچے تو نورِ خداوندی نے آپ کے دل کو کامل طور پر منور کیا اور خدا نے آپ کو انسانیت کے لیے پیغمبر چُنا۔

آپ نے انہیں خدائے واحد، حقیقی خالق اور رب العالمین کی تبلیغ کی۔ آپ نے جملہ اقسام کی بُرائیوں اور ظلم سے اجتناب اور آپس میں محبت کی تلقین کی۔ آپ نے ان کو بتایا کہ مذہب کی حقیقت دوسروں کو ضرورتوں اور مصیبتوں سے نجات دلانا اور انسانوں کی بے لوث خدمت کرنا ہے، مذہبی رسومات اگر انسان کو تنظیم اور نیکی کی طرف مائل نہیں کرتیں، اور وہ دوسروں کی خیر خواہی کے لیے کام نہیں کرتا، تو سب بے سود ہے۔ قرآن پاک بیان کرتا ہے "بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لیے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے جو نماز کی طرف سے غافل ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں عاریۃً نہیں دیتے" (القرآن)

آپ نے یہ اعلان کر کے کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں رنگ، ذات، نسل اور قومیت پر مبنی جھوٹی فوقیت پر ضرب کاری لگائی۔

آپ کے ساتھ آپ کی قوم کا سلوک پہلے پیغمبروں سے کیے گئے سلوک سے کچھ مختلف نہ تھا۔ بااثر لوگوں نے آپ کو ماننے سے انکار کیا اور ہر قسم کے ظالمانہ سلوک کا نشانہ بنایا۔ آپ کے بہت سے عقیدت مند بے رحمی سے قتل کر دیئے گئے۔ مکہ کے تمام قبیلوں نے متحدہ طور پر حضرت محمدؐ کو جان سے مار دینے کی کوشش کی۔ تیرہ سال کے طویل عرصہ تک انہوں نے ظلم و تشدد کو انتہائی صبر و تحمل سے برداشت کرنے کے بعد آخرکار مدینہ کو ہجرت فرمائی جہاں پہلے ہی بہت سے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اور آپ

کے پیروکار بن گئے تھے ۔ یہ آپ کی زندگی کا اہم موڑ تھا۔ مدینہ کے لوگ نہ صرف آنحضرت محمدؐ پر اور ان کے پیغام پر ایمان لائے بلکہ ان کو اپنی ریاست کا سربراہ بنا لیا یہاں پیغمبر محمدؐ نے انفرادی ذہنی خیال اور اخلاق بدلنے کی مؤثر دعوت کے علاوہ اپنے پیغام کے سماجی مقاصد کو اُجاگر کیا۔ بہت سی انقلابی تبدیلیاں جن کا انہوں نے تعارف کرایا ان میں مستورات کی مردوں کے مساوی حیثیت ، غلامی کے خاتمے کے اقدامات ، نشہ آور مشروبات اور قمار بازی کی مکمل طور پر ممانعت ، ہر قسم کے استحصال کا خاتمہ ، مذہبی اجارہ داری کا خاتمہ ۔ انفرادی اور اجتماعی مذہبی آزادی ۔ ایک ایسے منور ضابطۂ حیات کا نفاذ جس سے پہلے کبھی انسان واقف نہ تھا ۔ ایک ایسی فلاحی مملکت کا قیام جس کا نظم و نسق عدل اور رحم کا ایک مثالی آمیزہ تھا ۔ شامل تھیں ۔ انہوں نے ایک ایسی عالمگیر برادری تشکیل دی جو نسل ، رنگ و زبان ، دولت اور جنس کے امتیاز سے مبرّا تھی ۔ جو لوگ آپ کے حلقۂ اثر میں آئے ان کی امتیازی خصوصیت خُدائے واحد کی عبادت اور خدمتِ خلق کا جذبہ تھا ۔ اپنے تبلیغی پیغام کی تکمیل کے بعد خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ اس جہانِ فانی سے ۶۳۲ عیسوی میں رحلت فرما گئے اور قرآن پاک جو خدائے برتر نے ان پر وحی کیا تھا اور اپنے ارشادات کو مابعد زمانوں میں آنے والے لوگوں کی رہنمائی کے لیے چھوڑ گئے ۔

مثالی سیرت

پیغمبر اسلام نے ایسی زندگی گذاری ، جسے صرف اللہ والی زندگی ہی کہا جا سکتا ہے ۔ وُہ انسانی زندگی کے مختلف دائروں میں ہر صورت حال کے لیے ایک بے مثل نمونہ تھے ۔ قرآن میں ارشاد ہُوا ،

" تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور روزِ آخرت

سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو، رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔ (بیان القرآن ۳۳-۲۱)

"اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور خُدا کی طرف بُلانے والا اور ایک روشن چراغ" (القرآن ۳۳ : ۴۵،۴۶)

انہوں نے قرآن کے بلند ترین نصب العین کے مطابق زندگی گزاری اور اللہ کی کتاب میں مرقومہ اوصاف کی مثال اپنی عملی زندگی سے پیش کی۔ جب ان کی رفیقہ حیات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا، تو ان کا جواب تھا۔ "قرآن ان کا اخلاق ہے" اس کے برعکس جب ان سے قرآن میں مرقومہ اخلاقی اصولوں کی وضاحت چاہی گئی تو انہوں نے حضرت محمدؐ کی زندگی اور کردار کی مثالیں دے کر ان کو واضح کیا۔

آپ کو معصوم کہہ دینا ایک ایسے بندۂ خدا جنہوں نے جملہ خواہشات اور جذبات کو تسخیر کر لیا اور جن کی زندگی صرف خُدا کے لیے اور مکمل طور پر اس کی رضا کے لئے وقف تھی، کی صفات کا محض ایک منفی بیان ہے۔

کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب خُدائے ربّ العالمین ہی کے لئے ہے۔ (القرآن ۶ : ۱۶۲)

وہ جیسا کہ قرآن پاک میں بیان ہُوا ہے، تمام جہان کے لئے باعثِ رحمت تھے۔ آپ کی رحمت، دوست اور دشمن دونوں کے لیے برابر تھی۔ "کیا تم اپنے خالق سے محبت کرتے ہو تو ہم عصر مخلوق سے پہلے محبت کرو" یہ نصیحت انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کو کی۔ گرد و پیش کے لوگوں کی اخلاقی پستی اور بگڑی ہوئی حالت ان کے لئے پریشان کن تھی۔ بحیثیت سربراہ مملکت عدل کا تقاضا پورا کرنے اور نئی

جمہوریہ کی سلامتی کے بلیے سزا کا حکم دینا ان کے لئے دلی صدمہ کا باعث بنتا۔ لیکن اپنی ذات کی خاطر انہوں نے کبھی کسی کے خلاف کچھ نہیں کہا جب کبھی کسی نازک موقع پر کسی نے ان کو اپنے دشمنوں اور اذیت دینے والوں کو بددُعا دینے کے لیے کہا تو انہوں نے جواب دیا "مجھے بددعا کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ بنی نوع انسان کی طرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اے خدا! میرے لوگوں کی رہنمائی فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے۔" بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے بلا حیل و حجت اپنے اُن تمام دشمنوں کو معاف کر دیا، جنہوں نے اُن کی ذات اور ان کے مذہب کو مٹانے کی کوششوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اور وُہ قتل اور اذیت کے مجرم تھے۔ انہوں نے ان سے کہا "آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں۔"

یہ ان کے عقیدہ "اپنے دشمنوں سے پیار کرو" کی عملی مثال تھی وہ انسانیت کی اخلاقی پستی کو بحال اور ان کی اخلاقی اصلاح کرنے کے لیے آئے تھے اور انہوں نے سماج دشمن عناصر کے دل بھی اپنی محبت اور مہربانی سے جیت لیے۔ ان کی سخاوت اور لوگوں کو ہر طرح سے امداد بہم پہنچانا ضرب المثل تھا۔ وُہ غربا اور مسکینوں کے بہت بڑے رفیق تھے۔

انہوں نے ساری زندگی بنی نوع انسان کو ایک خُدا کی طرف مائل کرنے پرہیزگار بنانے اور غلطی۔ توہمات اور گناہوں سے نجات دلانے میں صرف کی، لیکن اس دعوتِ حق میں انہوں نے قرآنی حکم "دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔" (القرآن ۲-۲۵۶) کی پُوری پیروی کی۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو صفاتِ خداوندی سے پُوری طرح ہم آہنگ کر لیا تھا۔

اپنے ہم عصروں کو خُدا تک رسائی کے لیے اہم ترین قدم اٹھانے کی تلقین کرتے۔

تاہم آپ عاجز اور منکسر رہے اور خدا کے مقابلے میں اپنی حقیر حیثیت کو کبھی نہیں بھولے۔ اخلاقی اور روحانی کمال پا جانے کے باوجود فرماتے:

"میں بھی آدمی ہوں جیسے تم" (القرآن ۴۱-۶)

پیغمبر کے بارے میں غیر مسلموں کا خراجِ تحسین

جیسے جیسے مشرقی علوم عیسائی مبلغین اور مذہبی پیشواؤں کے دائرۂ اثر سے نکل کر غیر جانبدار علما کے ہاتھوں میں پہنچ رہے ہیں۔ حضرت محمدؐ اور آپ کے پیغام کی قدر و منزلت مغرب میں بڑھ رہی ہے۔

ایک فاضل امریکن پروفیسر کی حالیہ کتاب کے دو اقتباسات حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں حسب ذیل ہیں:

"وہ پاکیزگیٔ دل کا مجسمہ اور اپنے حلقۂ اثر میں مقبول تھے۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خوش مزاج اور سلیم الطبع انسان تھے۔ ذاتی صعوبتوں کے اثر نے ان کو ہر قسم کے انسانی مصائب کے لیئے حساس بنا دیا تھا۔ وہ ہمیشہ دوسروں بالخصوص ناداروں اور غربا کی مدد کے لیے تیار رہتے۔ جوں جوں آپ کی عمر بڑھی آپ کی حریت پسندی فرض شناسی اور وفاشعاری نے آپ کے لیے 'راست باز' اور 'قابل اعتماد' جیسے اعلےٰ اور قابلِ رشک القاب پائے۔ تاہم دوسروں سے اس وابستگی کے باوجود خستہ حال اور بے راہ روی کی شکار سوسائٹی میں وہ ان کے خیالات اور طور طریقوں میں اختلاف کے باعث ان سے بالکل الگ تھلگ رہے جیسے وہ بچپن سے جوانی اور جوانی سے بلوغت کو پہنچے ان کے ہم عصروں کی لاقانونیت، مکر

کے میلوں میں وارد ہونے والے قبیلوں کے درمیان لگاتار بے مقصد جھگڑوں۔ عام بد اخلاقی اور زمانے کی بُرائیوں نے مل کر ہونے والے نبی پر دہشت اور بیزاری کا مستقل ردِّ عمل پیدا کیا۔ خاموشی اور استغراق نے ان کے خیالات کو باطن کی طرف پھیر دیا"۔[1]

"مافوق الفطری امور کی شہرت کے اس زمانے میں جب کرامات معمولی بزرگانِ دین کا ورثہ تصوّر کی جاتی تھیں، حضرت محمدؐ نے انسانی کمزوری اور سریع الاعتقادی کے استحصال سے انکار کیا۔ آپ نے معجزوں کے بھوکے اور کرامات کے متمنّی و شیدائی بت پرستوں کے اس مسئلہ کو دو ٹوک انداز میں یہ کہہ کر ختم کر دیا" خدا نے مجھے کرامات کے لیے نہیں بھیجا"۔ "اس نے مجھے تمہاری طرف تبلیغ کے لیے بھیجا ہے۔ پاک ہے میرا رب۔ میں کچھ نہیں ہوں، مگر ایک بشر جس کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے" انہوں نے شروع سے آخر تک ہر اُس تحریک کی جس میں ان کی اپنی شخصیت کی نمود و نمائش ہوتی ہو مزاحمت کی۔ "میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اللہ کے خزانے میرے ہاتھ میں ہیں۔ یا یہ کہ میں غیب دان ہوں یا یہ کہ میں ایک فرشتہ ہوں۔ میں محض خدا کے جہانوں کا مبلّغ اور انسانیت کی طرف خدا کا پیغام لانے والا ہوں۔" اگر نشانیاں مقصود ہیں تو وہ محمدؐ کی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے نہ ہوں گی

[1] Huston Smith, The Religions of Man, Mentor Books, p.203

بلکہ صرف خدا کی بڑائی کے لیے۔ ایسی نشانیاں دیکھنے کے لیے دیدۂ وا ہونا چاہیئے۔ سماوی اجسام کا گنبد فلک میں تیزی اور خاموشی سے اپنے راستے پر گامزن ہونا۔ دنیا کا ناقابل یقین نظم و ضبط۔ بارش جو زمین کی پیاس کو دور کرے، سنہری پھلوں کے بوجھ سے جھکے ہوئے کھجور کے درخت انسانوں کے لیے ضروریات زندگی سے لدے ہوئے جہازوں کا سمندروں میں تیرنا۔ کیا یہ ساری چیزیں پتھر کے خداؤں کی کارگذاری ہے؟ کتنے بیوقوف ہیں وہ لوگ جو نشانیوں کے لیے چلاتے ہیں جب کہ قدرت کسی چیز کو پنہاں نہیں رکھتی۔ سریع الاعتقادی کے اس زمانے میں حضرت محمدؐ نے دنیا کے مسلّم نظم و ضبط کا احترام سکھایا۔ جس کے نتیجہ میں عیسائیوں سے قبل مسلمانوں میں سائنس کی بیداری پیدا ہوگئی۔[1]

معروف مورخ لین پول (Lane-poole) کے الفاظ میں حضرت محمدؐ کی سیرت کا خلاصہ یوں ہے:

"وہ جس نے تنہا سال ہا سال لوگوں کی نفرت کا بہادرانہ مقابلہ کیا وہ جس نے مصافحہ کے دوران کبھی دوسرے کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے میں پہل نہیں کی، بچوں کا محبوب جو ان کی کسی ٹولی کے پاس سے اپنی خوبصورت آنکھوں کی مسکراہٹ اور ان کے لیے پُر محبت الفاظ کے بغیر نہیں گذرا۔ یہ الفاظ اس کی میٹھی آواز میں اور زیادہ مشفقانہ ہو جاتے، وہ ان چند خوش نصیبوں میں سے ایک تھے، جنہوں نے بہت بڑی سچائی کو اپنا مقصدِ حیات بنا کر بلند و برتر مسرت حاصل

1. Huston Smith, The Religions of Man, Mentor Books, P.205,206

WWW.Only1or3.com
WWW.OnlyOneOrThree.com

کی، وہ ایک خدائے واحد کے پیغمبر تھے اور وہ تاحیات کبھی یہ نہ بھولے کہ ان کی حیثیت کیا تھی اور نہ ہی وہ اس پیغام کو بھولے جو ان کی زندگی کا لبِ لباب تھا، وہ اپنی قوم کے لیے بشارت کا پیغام بڑے وقار کے ساتھ لائے جو ان کے اعلیٰ منصب کے شعور اور ایسی شیریں انکساری کا نتیجہ تھا جس کی جڑیں اپنی ذاتی ناتوانی کے احساس سے پھوٹی تھیں۔"[1]

میجر اے۔ جی۔ لینارڈ (Maj. A.G. Leonard) پیغمبر محمدؐ کے خلوص اور پیغام کی سچائی اپنی کتاب بعنوان۔ اسلام ہر مورل اینڈ سپر چوایل ویلیو (Islam, Her Moral and Spiritual Value) میں بدیں الفاظ بیان کرتا ہے۔

اسے ابتدا سے یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ محمدؐ روحانی جوگی، غیر مہذب وقت گذارنے والے آوارہ گرد نہ تھے، بلکہ کسی بھی زمانے یا عہد کے انتہائی مخلص اور سنجیدہ انسان تھے وہ نہ صرف عظیم تھے، بلکہ انسانیت کی معراج تھے۔ یعنی ایسے پیکر سچائی جسے انسانیت نے کبھی جنم دیا ہو۔ ان کی عظمت محض پیغمبر ہونے کی وجہ نہ تھی، بلکہ وہ ایک محبِ وطن اور سیاست دان بھی تھے۔ وہ مادی اور روحانی معمار تھے جنہوں نے نہ صرف ایک عظیم قوم اور ایک بڑی سلطنت تشکیل دی، بلکہ ان سے بھی عظیم تر ایک عظیم دین دیا۔ دراصل وہ اپنی ذات اپنی قوم اور سب سے بڑھ کر خدا کے وفادار تھے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ اسلام ایک مخلص اور سچا دین ہے جو اپنے پرستاروں کو جہالت کی گہرائیوں سے نکال کر حقیقی روشنی اور سچائی کی بلندیوں تک لے جاتا ہے۔"[2]

---

1. Stanley Lane - Poole, The speeches and table talk of Prophet Mohammad, Introduction P.29
2. Maj. A.G. Leonard, Islam, Her Moral and Spiritual Value P. 21-22

آخر میں فرانس کے عظیم ترین شاعر لامارٹن (Lamartine) حضرت محمدؐ کی عظمت کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:۔

"بنی نوع انسان نے اختیاری یا غیر اختیاری طور پر کبھی اپنے آپ کو اس قدر بلند ترین مقصد پر مامور نہیں کیا کیونکہ یہ نصب العین انسانی سمجھ اور طاقت سے بالاتر تھا یعنی ان اوہام کو جو انسان اور اس کے خالق کے درمیان حائل تھے تہ و بالا کرنا، خُدا کو بندے سے اور بندے کو خُدا سے ملانا اس وقت کی مادہ پرستی اور بُت پرستی کے مسخ شدہ خُداؤں کی ابتری کے درمیان اللہ کے ایک عقلی اور مقدس تصور کو بحال کرنا۔ کبھی کسی انسان نے قوتِ انسانی سے اتنا بالاتر کام اتنے کمزور ذرائع کے ساتھ نہیں کیا کیونکہ اتنے بڑے مقصد کو سوچنے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے انہوں نے اپنی ذات کے علاوہ کسی کو آلۂ کار نہیں بنایا۔ مٹھی بھر لوگوں کے سوا جو صحرا کے ایک کونے میں آباد تھے آپ کا کوئی حمایتی نہ تھا۔ بالآخر کبھی کسی انسان نے دنیا میں ایسا عظیم اور دائمی انقلاب برپا نہیں کیا، کیونکہ ظہور کے بعد دو صدیوں سے بھی کم عرصے میں اسلام نے عقیدہ اور زور بازو سے تمام عرب پر حکومت کی اور خُدا کے نام پر ایران۔ خراسان۔ ماوراالنہر۔ مغربی ہندوستان۔ شام۔ حبشہ۔ شمالی افریقہ کے تمام دریافت شدہ علاقے۔ بحیرہ روم کے متعدد جزائر، سپین اور گال کا کچھ حصہ فتح کیا۔"

"اگر نصب العین کی عظمت وسائل کی قلت اور حیرت انگیز نتائج انسانی غیر معمولی ذہانت کے پرکھنے کے تین معیار ہوں تو کون اس

جدید تاریخی دور کے بڑے لوگوں میں سے کسی کو محمدؐ کے مقابلے میں پیش کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ معروف ترین لوگوں نے صرف آلاتِ حرب، قانون اور سلطنتوں کو جنم دیا۔ اگر انہوں نے کسی چیز کی بنیاد رکھی بھی تو وہ ماسوائے مادی قوتوں کے جو ان کی زندگی میں ہی منہدم ہو گئیں تھیں۔ کچھ نہ تھی۔ اس انسان نے نہ صرف افواج، قانون سازی، سلطنتوں، قوموں، خاندانوں، بلکہ اس وقت کی ایک تہائی عالمی آبادی کے لاکھوں انسانوں کو متاثر کیا۔ مزید برآں اس نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہب، تصورات، عقائد اور انسانی روح کو متاثر کر دیا ایک کتاب کی بنیاد پر جس کا ہر حرف قانون بنا انہوں نے ایک روحانی قومیت تشکیل دی جس نے ہر زبان اور ہر نسل کی قوموں کو یکجان کر دیا۔ انہوں نے ہمارے لیے باطل دیوتاؤں کی نفرت اور غیر مادی خدائے واحد کی محبت مسلمان قومیت کی ایک لازوال خصوصیت کے طور پر چھوڑی ہے۔ قدرت الٰہی کی بے حرمتی کے خلاف انتقامی جذبہ حضرت محمدؐ کے پیروکاروں کا وصف بنا۔ ایک تہائی دنیا کا ان کا ہم عقیدہ ہونا ایک معجزہ تھا۔ بلکہ یہ انسان کا نہیں عقل کا معجزہ تھا۔ لاتعداد من گھڑت دیوتاؤں کے نسب ناموں کی موجودگی میں ان کی زبان سے خدا کی وحدانیت کا اعلان خود ایک ایسا معجزہ تھا جس نے قدیم دیوتاؤں کے مندروں کو نیست و نابود کر دیا اور ایک تہائی دنیا کو مشتعل کر دیا۔ ان کی حیات، ان کا تدبر ملک کے توہمات کے خلاف جرأت مندانہ ملامت، بت پرستی کی غضبناکیوں کا دلیرانہ مقابلہ، مکہ میں ان تمام چیزوں کی برداشت کی پندرہ سالہ ثابت قدمی ان کی عوامی نفرت کی قبولیت تا آنکہ اہل وطن کے ظلم و ستم کا شکار ہونا

یہ سب کچھ اور بالآخر ان کی مسلسل تبلیغ، مشکلات کے خلاف جہاد، اپنی کامیابی پر ایمان کامل اور مصیبت میں اپنی فوق البشری حفاظت کا یقین، ان کی فتح میں درگذر، ان کی آرزو جو صرف ایک تصور کے لیے وقف تھی اور کسی طرح بھی حصولِ سلطنت کے لیے نہ تھی ان کی لامتناہی دعائیں، خدا کے ساتھ صوفیانہ گفتگو، موت اور بعد از موت حیات کا تصور، یہ تمام چیزیں عیاری نہیں، بلکہ یقین کامل کی توثیق کرتی ہیں۔ یہ ان کا یقین کامل تھا جس نے ان کو ایک عقیدہ کے بحال کرنے کی طاقت دی۔ یہ عقیدہ دو طرفہ تھا۔ ایک خدا کی وحدانیت اور دوسرا خدا کا غیر مادی وجود۔ اول الذکر یہ بتاتا ہے کہ خدا کیا ہے اور مؤخر الذکر یہ کہ خدا کیا نہیں ہے۔ فلاسفر۔ مقرر۔ رسول۔ قانون ساز۔ جنگجو۔ تصورات کا فاتح۔ استدلالی اور بلا تشبیہ مسلک کو بحال کرنے والا۔ بیس ارضی اور ایک روحانی سلطنت کا یہ بانی یعنی محمدؐ۔ انسانی عظمت کے پرکھنے کے جملہ معیاروں کے واسطے سے کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی انسان محمدؐ سے رتبہ میں بڑا ہو سکتا ہے"۔[1]

تاریخی پس منظر

موازنات بعض اوقات معیوب ہوتے ہیں، لیکن اگر پھر بھی کوئی ان کی طرف مائل ہو تو اسے جلد معلوم ہو جائے گا کہ عیسائیت کے مسیحا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پیغمبر محمد ایک مکمل تاریخی

---

[1] Lamartine, Historie, de La Turquie, Vol II P 276,277

Quoted by Dr. Zaki Ali in his book "Islam in the World"

شخصیت ہیں، جن کی زندگی کی تفصیل تنقیدی لحاظ سے مستند کتب حدیث اور تواریخ میں محفوظ ہے۔ جب کہ حضرت عیسےٰؑ کی زندگی و سیرت ایک معمہ ہے ایسے علما موجود ہیں جو حضرت عیسےٰؑ کے تاریخی وجود کو کُلیتہً مسترد کرتے ہُوئے افسانوی گردانتے ہیں لیکن اگر اس رائے کو متشددانہ رائے تسلیم کر لیا جائے۔ جیسا کہ مسلمان مانتے ہیں کہ عیسےٰؑ نامی ایک شخص فی الحقیقت فلسطین میں عیسائیت کے دُور سے چند سال قبل پیدا ہُوا تھا اور جس نے اہل یہود کے مسیحا ہونے کا دعوےٰ کیا تھا تو اس کے بارے میں معلومات اتنی بکھری ہُوئی اور غیر یقینی ہیں کہ ان کی زندگی اور شخصیت کا تصور ہمارے ذہنوں میں نہیں اُبھرتا۔ ان کی تاریخِ پیدائش، جائے پیدائش اور طریقۂ پیدائش مشکوک ہیں۔ ان کی زندگی کے پہلے تیس سالوں کے بارے میں معلومات کا فقدان ہے۔ مزید براں ان کی موت کے سوال پر اختلاف موجود ہے۔ انجیلیں ان کی زندگی کے دو سال سے کچھ زائد حالات بتاتی ہیں اور وُہ بھی اس طریقہ سے کہ وُہ تاریخی تنقید کے بمشکل متحمل ہو سکتے ہیں۔ اس سے پہلے باب میں بحوالہ ڈاکٹر سی۔ جے۔ کاڈو جو آکسفورڈ میں چرچ تاریخ کے میکیل پروفیسر تھے لکھا گیا تھا کہ بہت سے جدید عالموں اور مبصرین کا یہ خیال ہے کہ انجیل سے فرضی مواد اور کہانیوں کو تاریخی طور پر ثابت شدہ حقائق سے الگ کرنا اور حضرت عیسےٰؑ کی کہانی باقی ماندہ تاریخی مواد سے دوبارہ مرتب کرنا ناممکن ہے۔ حضرت عیسےٰؑ ہمیں انجیلوں کے مطابق ایک مبہم اور شاندار شخصیت معلوم ہوتے ہیں۔

مکمل نمونہ

گو قرآن پاک کی بنا پر میں حضرت محمدؐ اور حضرت عیسےٰؑ کو بحیثیت متقی، پاک دامن عظیم اور روحانی تلقین کنندہ ہم پلّہ تصور کرتی ہوں، تاہم حضرت عیسےٰؑ کو عوام

کے لیے زندگی کے تمام پہلوؤں کا مکمل نمونہ پیش کرنے کا موقع حاصل نہیں ہوا جیسا کہ حضرت محمدؐ کو ملا۔ ہمیں یہ ماننے میں شک کی گنجائش نہیں کہ اگر حضرت عیسےؑ کو ایسا موقع ملتا تو ان کا رویہ ہو بہو حضرت محمدؐ کے مطابق ہوتا کیونکہ دونوں ایک ہی خدا کے پیغمبر تھے۔

حضرت عیسےؑ نے کبھی شادی نہیں کی لہٰذا وہ ایک مثالی خاوند یا باپ نہ بن سکے۔ انہوں نے دشمنوں پر فتح حاصل نہیں کی اور ایسے ان کو کوئی موقع نہ ملا جس سے فاتح کا اپنے مغلوب دشمنوں کے ساتھ جنہوں نے ان کو اور ان کے پیروکاروں کو برباد کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا، حسن سلوک ظاہر ہوتا۔ ان کے ایذا رساں ان کے رحم و کرم پر نہ تھے۔ لہٰذا ان کو حقیقی تحمل مزاجی اور معافی کے اظہار کا موقع حاصل نہ ہوا۔ حضرت عیسےؑ کو حکومت حاصل نہ ہوئی جس سے وہ رحم دل اور عادل حاکم کا مثالی نمونہ پیش کر سکتے۔

اگر ہم ایک مثالی پاکیزہ ازدواجی زندگی اور ایک عقلمند، عادل اور رحم دل حاکم جسے کسی قیمت پر خریدا نہ جا سکے اور جسے عوام کی مادی اور اخلاقی اصلاح سے ہٹایا نہ جا سکے کی تصویر دیکھنا چاہیں تو ہمیں حضرت عیسےؑ کی بجائے حضرت محمدؐ کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ حضرت محمدؐ نے زندگی کے ہر دو پہلو، فتنہ انگیزی اور فتح مندی کا مشاہدہ کیا۔ انہوں نے بحیثیت ایذا رسیدہ، مبلغ دین انتہائی اندوہناک لمحات میں اپنے بدخواہوں کے لئے غیر معمولی صبر، دلیری، حوصلہ اور محبت کا اظہار کیا اور جب ان کے بدترین دشمن ان کے سامنے بے سہارا تھے تو اس وقت غیر معمولی ضبطِ نفس اور رحمدلی کا سلوک روا رکھا۔

حضرت عیسےؑ کو اپنے بہت سے اصولوں اور تعلیمات کو عملی جامہ پہنانے کا موقع نہیں ملا۔ مثال کے طور پر انہوں نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی کہ وہ

ملبوسات بیچ کر تلواریں خریدیں۔ (لوقا ۲۲۔۳۶) لیکن وہ تلوار کا صحیح استعمال واضح نہ کر سکے۔ بعض اوقات تشدد اور جارحیت کی مزاحمت اولین فرض بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب متعصب اور ظالم لوگ بے سہارا مردوں، عورتوں اور بچوں کا خون بہا رہے ہوں اور ان کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی آزادی حاصل نہ ہو یہ حضرت محمدؐ ہی تھے جنہوں نے واضح کیا کہ کس طرح اللہ کے سچے سپاہی۔ تعصب اور ظلم و تشدد کے ستم زدہ کے محافظ کو میدانِ جنگ۔ شکست اور فتح کے لمحات کے دوران کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

حضرت عیسےٰؑ اور حضرت محمدؐ کی ابتدائی زندگی ایک دوسرے کے متوازی ہیں۔ لیکن حضرت عیسےٰؑ کو اتنا عرصہ زندہ رہنا نصیب نہ ہوا کہ وہ اپنے ارشادات کو عملی جامہ پہناتے اور اپنے پیغام کی سماجی گتھیوں کو سلجھا سکتے۔ انہیں موقع حاصل نہ ہوا کہ اپنی تعلیمات کو زندگی کے تمام پہلوؤں تک وسعت دیتے اور وہ عظیم سماجی اصلاحات کرتے جو حضرت محمدؐ نے کیں۔ دورِ جدید کا انسان جیسے زندگی بحیثیت ایک بیٹا، ایک خاوند، ایک باپ ایک غریب مزدور، ایک شہری، ایک پڑوسی، ایک حقیر جدید خیالات اور رسومات کا پیروکار، ایک مذہبی اور سیاسی تعصب کا شکار، ایک با اختیار انسان، ایک کامیاب رہنما، ایک کاروباری انسان، ایک عادل، ایک حاکم گزارنی ہے، وہ حضرت محمدؐ کو زندگی کے تمام حالات کے پیشِ نظر ایک مکمل نمونہ پائے گا۔

———— ————

باب سوئم

اسلام اور عیسائیت کے نظریات

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عقیدہ رکھنے والے عیسائی حضرات عیسائیت کا جو مطلب سمجھتے اور مانتے ہیں وُہ حضرت عیسےٰؑ کے بھیجے ہُوئے رسولوں، نیسیا کی کونسل اور اتھینیا کے منظور شدہ عقائد پر ایمان ہے۔ عیسائیت کے بُنیادی عقائد یہ ہیں:(۱) تثلیث (۲) حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت (۳) حضرت عیسےٰؑ کا خُدا کا بیٹا ہونا (۴) ازلی گناہ (۵) کفارہ

مذہب اسلام میں ان تمام عقائد میں سے کسی عقیدہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ عیسائیت کے عقیدہ تثلیث کے برعکس اسلام میں خُدا کی وحدانیت پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ وُہ حضرت عیسےٰؑ کی معبودیت کو شرک کی طرف واپسی سمجھتا ہے۔ قرآن کی رُو سے حضرت عیسےٰؑ خُدا کا اوتار نہ تھے، بلکہ خُدا کے رسول یا پیغمبر تھے اور باقی تمام پیغمبروں کی طرح جس میں حضرت محمدؐ بھی شامل ہیں ہر لحاظ سے ایک بشر تھے۔ اسلام حضرت عیسےٰؑ کے خُدا کا بیٹا ہونے کے تصوّر کو مسترد کرتا ہے۔ ان کو اس مفہوم میں تو خُدا کا بیٹا کہا جا سکتا ہے جس کے تحت تمام راست باز انسان خُدا کے بچے کہلائیں لیکن لفظی یا خصوصی معنوں میں ایسے نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اسلام ازلی گناہ، نیابتی قربانی اور کفارہ کے عقیدوں کو بھی مسترد کرتا ہے۔

اسلام کے بنیادی عقائد یہ ہیں: (۱) خُدا کی وحدانیت (۲) دنیا کی تمام قوموں میں پیدا کیئے گئے پیغمبران خُدا پر ایمان (۳) مخلوق کو بھلائی اور راست بازی کی طرف

رہنمائی کے لئے پیغمبرانِ خدا کی طرف اتاری گئی وحی پر ایمان (۴) انسانی وجود کا بنیادی طور پر گناہ سے پاک ہونا اور اس کے اندر اخلاقی اور رُوحانی ترقی کی لامحدود استعداد کا ہونا (خُدا پر یقین اور پیغمبروں کی رُوحانی تعلیم کے ساتھ وفادارانہ استقامت کے ذریعے) (۵) اپنے افعال و اعمال کا انفرادی محاسبہ (۶) زندگی بعد از موت (۷) بنی نوع انسان کی مساوات اور عالمگیر برادری۔

تثلیث

نظریۂ تثلیث کے تحت خُدا تین الگ الگ اور متعین خُدائی ہستیوں خُدا باپ خُدا بیٹا اور خُدا روح القدس پر محیط ہے۔ اتھنیسیا کے عقیدہ میں اس کا بیان یوں ہے:

"ایک وجود باپ کا دوسرا وجود بیٹے کا اور تیسرا وجود رُوح القدس کا ہے لیکن باپ، بیٹا اور روح القدس یہ سب ایک ہی خُدا ہے۔ ان کی شان کبریائی یکساں اور عظمت ابدی ہے۔ باپ خُدا ہے۔ بیٹا خُدا ہے اور رُوح القدس خدا ہے تاہم وُہ تین خُدا نہیں بلکہ ایک خُدا ہے جس طرح ہم عیسائیت کی حقیقت کے پیشِ نظر مجبور کیئے گئے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک ہستی کو خدا اور ربّ مانیں۔ اسی طرح کیتھولک عقیدہ ہمیں ان کو تین رب یا تین خُدا کہنے کی ممانعت کرتا ہے۔"

اس عقیدہ کے اپنے اندر واضح تضاد ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے یہ کہا جائے۔ ایک اور ایک اور ایک مل کر تین ہوتے لیکن پھر بھی یہ ایک ہی ہے۔ اگر تین جداگانہ اور متعین خدا کی ہستیاں ہیں اور ان میں سے ہر ایک خدا ہے تو پھر لازمی طور پر تین خُدا ہوئے عیسائی کلیسا اس بات کا معترف ہے کہ تین خدائی ہستیوں پر ایمان کو خُدا کی وحدانیت کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ناممکن ہے لہٰذا اعلان کرتا ہے کہ عقیدہ تثلیث ایک معمہ ہے جس پر بلا حیل و حجت مکمل ایمان ہونا چاہئیے۔

یہی حقیقت پادری جے۔ ایف۔ گروٹ (Rev. J.F. De Groot) اپنی کتاب کیتھولک ٹیچنگ (Catholic Teaching) میں یوں لکھتا ہے:

جامع الفاظ میں متبرک ترین عقیدہ تثلیث ایک معمہ ہے کیونکہ صرف عقل تین خداؤں کے عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتی۔ وحی اس کی تعلیم دیتی ہے باوجودیکہ اس معمہ کا ہونا وحی کے ذریعے ہمیں بتایا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی انسانی عقل اسے اپنے دائرہ ادراک میں لانے سے قاصر ہے کہ کس طرح تین وجود ایک خدائی ہستی کے حامل ہیں۔[1]

حیرانی کی بات ہے کہ حضرت عیسےؑ نے کبھی بھی عقیدہ تثلیث کے بارے میں کوئی ذکر تک نہیں کیا، تین الگ ہستیوں کے خدا ہونے کے بارے میں نہ وہ جانتے تھے اور نہ انہوں نے کچھ کہا۔ ان کا تصورِ خدا کسی طرح بھی ان سابقہ اسرائیلی پیغمبروں سے مختلف نہ تھا جنہوں نے ہمیشہ خدا کی وحدانیت کا سبق دیا اور کبھی عقیدہ تثلیث کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت عیسےؑ نے اس وقت سابقہ پیغمبروں کی صدا ہی کو دہرایا جب انہوں نے کہا،

"سب حکموں میں اوّل حکم یہ ہے، اے اسرائیل سُن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے اور تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔ (مرقس ۱۲:۲۹-۳۰)

وہ ایک ہی خدائی ہستی، ایک خدا پر یقین رکھتے تھے، جیسا کہ ذیل کے مقولہ سے ظاہر ہے:

"تُو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔" (متی ۴-۱۰)

---

1. J.F. De Groot, Catholic Teaching, p101.

مسئلہ تثلیث عیسائیوں نے حضرت عیسےؑ کی وفات کے تقریباً تین سو سال بعد تخلیق کیا۔ چرچ کی چار مستند انجیلوں میں جو ۷۰ - ۱۱۵ عیسوی میں تحریر ہوئیں، تثلیث کا کوئی ذکر نہیں۔ سینٹ پال بھی جنہوں نے عیسائیت کے اندر بہت سے بیرونی تصورات کو داخل کیا۔ تثلیثی خدا کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے۔ نئی کیتھولک مجمع العلوم معترف ہے کہ عقیدہ تثلیث سے قدیم عیسائی ناآشنا تھے اور یہ کہ اس عقیدہ کو باضابطہ طور پر چوتھی صدی کے آخری ربع میں پیش کیا گیا۔

"بیسویں صدی کے نصف آخر میں مسئلہ تثلیث کے سمجھ کی وجہ، اس عقیدہ کے ارتقا اور اس کی مذہبی تفسیر کا کوئی آسان واضح اور بامقصد مفہوم بیان کرنا نہایت مشکل ہے۔ رومن کیتھولک اور دیگر عقیدت مند دوران بحث تثلیث کی کسی قدر متزلزل یک رخی تصویر پیش کرتے ہیں۔ امر واقع دو چیزوں پر محیط ہے۔ مفسرین اور بائیبل کے علما سمیت ایک مسلسل بڑھتی ہوئی رومن کیتھولک جمعیت یہ تسلیم کرتی ہے کہ کوئی بھی انجیل کے عہد نامہ جدید میں تثلیث کے بارے میں بات نہ کرے جب تک وہ صحیح معنوں میں اس کا اہل نہ ہو۔ عقیدہ کے مورخین اور بااصول دینی ماہرین کے نزدیک قریب قریب متوازی ایک خیال یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص غیر سند یافتہ تثلیث کے بارے میں کلام کرتا ہے تو وہ عیسائیت کے آغاز کے دور سے ہٹ کر چوتھی صدی کے آخری چوتھائی میں پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ وقت تھا جب تثلیث یعنی ایک خدا کے تین ہستیوں میں محیط ہونے کا تصور واضح طور پر عیسائیوں کی زندگی اور عقیدہ میں جذب ہوا۔ (۱)

The New Catholic Encyclopaedia (1967), art. "The Holy Trinity," Volume 14. pp 295,299

www.onlyoneorthree.com

اس سے ذرا بعد وہی مجمع العلوم مزید تاکیداً یوں بیان کرتا ہے:۔

"تین ہستیوں پر محیط ایک خدا کا عقیدہ جامع طور پر عیسائیت کی زندگی اور رکن ایمان چوتھی صدی کے آخر سے پہلے تک نہ بن سکا۔ لیکن من وعن یہی ضابطہ ہے جس کو پہلی بار مسئلہ تثلیث کا عنوان دیا گیا حضرت عیسےٰؑ کے جانشینوں کے مابین ایسے رجحان یا پس منظر کوئی چیز نہ تھی جس کا دُور سے بھی اس کا تعلق ہو۔"

پس تثلیث کا عقیدہ حضرت عیسےٰؑ کا تعلیم کردہ نہ تھا اور نہ ہی بائیبل (پرانا اور نیا عہد نامہ) میں اس کا کوئی وجود ملتا ہے، قدیم عیسائیوں کے رجحان اور پس منظر میں یہ بالکل اجنبی چیز تھی۔ یہ عیسائیوں کے اعتقاد کا حصہ چوتھی صدی کے آخر میں بنا۔

عقلی طور پر عقیدہ تثلیث کا وجود قرین قیاس نہیں۔ یہ نہ صرف عقل کے منافی بلکہ اس کے متضاد ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تین خدائی ہستیوں پر اعتقاد خدا کی وحدانیت کے خلاف ہے۔ اگر تین واضح اور علیحدہ ہستیاں ہوں تب تین واضح اور جداگانہ مادہ کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ ہر ہستی کا وجود اپنے مادہ سے غیر منفک ہے۔ اب اگر باپ خُدا ہے، بیٹا خدا ہے اور روح القدس خدا ہے تو جب تک باپ بیٹا اور رُوح القدس تینوں واضح طور پر نفس بیان ہیں تو پھر ان تینوں کے تین واضح مادہ ہونے چاہئیں اور نتیجتاً تین واضح خدا۔

علاوہ ازیں یہ تین خدائی ہستیاں یا تو لامحدود ہیں یا محدود۔ اگر لامحدود ہیں، تو پھر تینوں واضح طور پر لامحدود، تینوں قادر مطلق۔ تینوں غیر فانی ہوئے اور اس طرح تین خُدا ہوئے اور اگر وہ محدود ہیں تو ہمیں یہ احمقانہ بات ماننی پڑے گی کہ ایک لامحدود ہستی کے تین محدود مظہر ہیں یا تین ہستیاں جو فرداً فرداً تو محدود ہیں

لیکن مل کر ایک لامحدود ہستی بناتی ہیں، حقیقتاً اگر تینوں ہستیاں محدود ہیں، تو باپ، بیٹا اور رُوح القدس میں سے کوئی بھی خدا نہیں ہو سکتی۔

تثلیث کا وجود حضرت عیسٰیؑ اور ایک معمہ روح القدس کا خدائی درجہ دینے اور ان کو خدا کی خدائی میں شریک تسلیم کرنے کا نتیجہ ہے، جیسا کہ عیسائیت کے لٹریچر سے واضح ہے۔ یہ خدا کی ہر سہ صفات کو جداگانہ ہستی کا نام دیئے جانے کے مترادف ہے اگر اس پر تاریخی نقطہ نگاہ سے یا بہ صورت دیگر غور کیا جائے تو یہ امر حقیقت پسندی سے دیو مالا کی طرف مراجعت ہوگی، کیونکہ ان تمام دیو مالائی قصوں کی تہ میں انسانی ذہن کا غیر عقلی رجحان بزرگوں کو خدائی درجہ دینا اور غیر شخصی طاقتوں اور صفات کو تشخص دینا اور ان کو بطور خدائی ہستیاں پیش کرنا کار فرما تھا۔

اسلام سیدھی سادی خدا کی وحدانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ یہ ایسے خدا کا تصور پیش کرتا ہے جس میں خدا کے تشخص یا دیو مالائی قصوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ خدا کی احدیت کی تصدیق کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اس کی خدائی میں کوئی حصہ دار نہیں وہ حقیقتاً ایک ذات اور ایک جسم ہے ان میں امتیاز ناممکن ہے وہ اس ذات میں کافی ہے۔ جس پہ تمام انحصار کرتے ہیں اور وہ کسی پہ انحصار نہیں کرتا، وہ سب کا خالق، رب، خیر مطلق، قادر مطلق، علیم، ودود، رحیم، دائم اور لامحدود ہے، وہ نہ کسی کو جنتا ہے اور نہ ہی کسی نے اس کو جنا۔ کوئی چیز اس سے نازل ہو کر اس کا ہم پلہ اور اس کی خدائی میں شریک نہیں ہو سکتی۔

"کہہ دے وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز حاجت روا ہے۔ نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔" (القرآن ۱۱۲: ۱۔۴)

"اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے اس بڑے مہربان (اور

رحیم کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں، بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں۔ عقلمندوں کے لیے (خدا کی وحدانیت اور فوقیت) نشانیاں ہیں۔" (القرآن ۲ : ۱۶۳ - ۱۶۴)

"خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں، وہ بڑا عالی مرتبہ اور جلیل القدر ہے۔" (القرآن ۲ : ۲۵۵)

حضرت عیسٰیؑ کی الوہیت

عیسائیت کا دوسرا عقیدہ حضرت عیسٰیؑ کی خدائی ماننا ہے اتھینیاسلک

www.onlyoneorthree.com

کا بیان ہے :۔

"علاوہ ازیں دائمی نجات کے لیے ضروری ہے کہ وہ عقیدۃً حضرت عیسٰےؑ کو خدا کا اوتار سمجھیں"۔

عیسائی (رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ) دونوں کا یہ ایمان ہے کہ حضرت عیسٰےؑ ابد سے خدا ہیں۔ تثلیث کی دوسری شخصیت جس نے تقریباً دو ہزار سال قبل انسانی شکل میں ظاہر ہونا پسند فرمایا وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔

کیتھولک ٹیچنگ کا مصنف حضرت عیسٰےؑ کی خدائی کا دعوے ان الفاظ میں کرتا ہے :۔

"حضرت عیسٰےؑ کی خدائی کا تذکرہ جو کتاب مقدس میں متعدد بار آیا ہے کلیسا کے اعلان کے مطابق کیتھولک ایمان کی عظیم ترین سچائی ہے نیسیا کی کونسل نے جو ایذا رسانی کے دور کے بعد پہلی جنرل کونسل تھی باضابطہ طور پر (ایرس (Aries)) جس نے یہ دعوے کیا تھا کہ حضرت عیسٰےؑ خدا نہیں بلکہ ایک انسان تھے کی مذمت کی۔[1]

پروٹسٹنٹ مصنف اپنی کتاب دی ٹرتھ آف کرسچیانیٹی (The Truth of Christianity) میں اس موضوع پر یوں اظہار کرتا ہے۔

"صریحاً خدا کا بیٹا کے الفاظ یوحنا اور قیاساً عہد نامہ جدید کے دیگر مصنّفین کے نزدیک جو اکثر ان کو استعمال کرتے ہیں اس معنی کے حامل تھے کہ حضرت عیسٰےؑ حقیقتاً خدا تھے بیٹا خدا مکمل ترین معنوں میں"۔[2]

انجیلوں میں اس عقیدہ کو حضرت عیسٰے کے الفاظ میں بھی کوئی تائید حاصل

---

1. Rev. J.F. De Groot, Catholic Teaching, p.149

2. W.H. Turton, The Truth of Christianity, p.507

نہیں، حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسٰےؑ نے پُر زور الفاظ میں اپنی الوہیت یا خدائی کا انکار کیا۔ یہاں ان کے اپنے الفاظ ہیں۔

"تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے، کوئی نیک نہیں، مگر ایک یعنی خدا" (مرقس ۱۰-۱۸)

خدا کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا "میرا باپ اور تمہارا باپ، میرا خدا اور تمہارا خدا۔" لے

The Gospel of St. John, 20:17

بائیبل میں مندرج حضرت عیسٰےؑ کے یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰےؑ کا خدا سے تعلق تمام انسانوں کی طرح کا ہی تھا وہ خدا کی مخلوق تھے۔

صلیب پر ذہنی کرب کی حالت میں یسوع چلایا۔

"الوہی الوہی لما شبقتنی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔" (مرقس ۱۵-۳۴)

کیا کوئی یہ خیال کر سکتا ہے کہ یہ الفاظ خدا کے مُنہ سے نکلے ہوں گے یہاں ہمیں ایک بے سہارا انسان کی پکار ملتی ہے جو ذہنی کرب کے عالم میں اپنے خالق اور مالک سے مخاطب ہے۔

ہماری عبادت کا نصب العین خدا ہے وہ قادر مطلق ہے جسے ہم مخلوق اپنی عبادت میں پکارتے ہیں ہم اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تاہم انجیلوں میں حضرت عیسٰےؑ کے بارے میں یُوں بیان ہوا ہے۔

"اور جب اس نے مجمع کو برخاست کر دیا تو وہ پہاڑ میں عبادت کے لیے چلا گیا۔"

"اور صبح ہی دن نکلنے سے بہت پہلے وہ اُٹھ کر نکلا اور ایک ویران جگہ میں گیا اور وہاں دُعا کی۔" (مرقس ۱-۳۵)

"مگر وہ جنگلوں میں الگ جا کر دُعا کیا کرتا تھا۔" (لوقا ۵-۱۶)

www.Only1or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

حقیقت امر یہ ہے حضرت عیسٰیؑ نے کبھی خدا ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ وہ صرف خدا کا نبی یا رسول ہونے کے دعویدار تھے وہ انسان ہی تھے جنہیں خدا نے اپنا پیغام لوگوں کی رہنمائی کے لیے وحی کیا اُن کے اپنے الفاظ ہیں:

یسوع نے ان سے کہا اگر تم ابراہام کے فرزند ہوتے تو ابراہام کے سے کام کرتے لیکن اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو جس نے تم کو وہی حق بات بتائی جو خُدا سے سُنی۔ (یوحنا ۸ : ۳۹۔ ۴۰)

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا ہی واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ (یوحنا ۱۷، ۳)

"اولاً حضرت عیسٰیؑ کے یہ الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ خدا کی ذات صرف ایک ہے اور حضرت عیسٰیؑ تثلیث کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔" ("تجھ خدائے واحد و برحق کو" کے الفاظ)

ثانیاً حضرت عیسٰیؑ نے خدا ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کیا، کیونکہ انہوں نے ایک ایسی ہستی کا حوالہ دیا جو وہ خود نہ تھے ("تجھ کو کے" الفاظ) سوئم حضرت عیسٰیؑ نے صرف خدا کے پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا۔ ("یسوع مسیح جس کو خدا نے بھیجا"۔)

تثلیث کی طرح خدا کا اوتار ہونے کا عقیدہ بھی حضرت عیسٰیؑ کی وفات کے بہت بعد تخلیق ہُوا۔ حقیقت میں ہر شخص ان منازل کی نشاندہی کر سکتا ہے جن میں گذر کر حضرت عیسٰیؑ کو خدائی کا درجہ دیا گیا۔ دیکھو، میں انہیں صرف خدا کے ایک نبی اور بشر کے سوا کچھ نہیں کہا گیا۔ ارمارکس، میں حضرت عیسٰیؑ کی ذات کو جاذب نظر بنانے اور بہت سے معجزات ان کی ذات سے منسوب کرنے کی کوشش کی گئی۔ پہلی اور دوسری صدی کی تصانیف میں انہیں ایک طاقت ور فرشتے کے روپ میں پیش کیا

گیا، جو تمام مخلوق سے پہلے تخلیق ہُوا تاہم مخلوق ہی تھا اور آخر میں یوحنا کی انجیل کے دیباچہ اور تیسری اور چوتھی صدی کی دیگر تصانیف میں ان کو خدا بنا دیا گیا۔ نیسیا کے عقائد میں (۳۲۵ عیسوی) ان عیسائیوں کے خلاف جو ابھی تک حضرت عیسٰےؑ کی خدائی کا انکار کرتے تھے یوں اعلان کیا جاتا ہے "میں صرف خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہوں جو خدا کا پیدا کیا ہُوا اکلوتا بیٹا ہے۔ جو تمام زمانوں سے پہلے باپ سے پیدا ہُوا۔ خدا کا خُدا، روشنی کی روشنی، سچے خدا کا سچا خدا جو جنم دیا گیا، بنایا نہیں گیا کیونکہ وہ اور باپ دونوں ایک ہی مادہ سے ہیں۔

عقل سلیم اسے تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایسا انسان جو ایک عورت کے بطن سے پیدا ہُوا ہو اور جس نے انسانی ضروریات کی کوفتوں کو جھیلا ہو۔ لاعلمی اور مجبوریاں اس کا خاصہ رہی ہوں اور جس کی شخصیت، قوت اور عقل بتدریج عام انسانوں کی طرح بڑھی ہو کیسے خدا ہو سکتا ہے خُدا پر انسانی پابندیوں کا اطلاق اور جسدِ خاکی میں حلول پر یقین کرنا خدا کی یگانگت کے انکار کے مترادف ہے۔

عیسائیت میں حلولِ مسیح کا عقیدہ دوسرے کئی ایک عیسائی تصورات کی طرح شرک سے آیا۔ ہم قبل مسیح دیو مالاؤں میں سورماؤں کو اکثر خدا شمار کیا جانا پڑھتے ہیں بھارت کے ہنود آج بھی اپنے قدیم سورماؤں، رام اور کرشن کی پرستش ہندو تثلیث کے دوسرے خدا وشنو کے اوتار ہونے کے واسطے سے کرتے ہیں۔

اسلام نے حلول کے عقیدہ کو مسترد کر کے اپنے پیروکاروں کو ایسے توہمات سے آزاد کر دیا ہے قرآن حکیم بدیں الفاظ حضرت عیسٰےؑ کی الوہیت کو رد کرتا ہے

"وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے عیسٰےؑ مسیح خدا ہیں، حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے اے بنی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو۔ وہ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ (القرآن ۵:۷۲)

"عیسےؑ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے اس کا لبؐ بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے۔

(القرآن ۳۔ ۵۹)

اسلام کی متبرک کتاب کے مطابق حضرت عیسےؑ تمام دوسرے پیغمبروں کی طرح خدا کے پیغمبر بے گناہ، معصوم اور متقی تھے لیکن تھے من جملہ بشر ہی (حضرت عیسےؑ) نے کہا کہ میں خُدا کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے (القرآن ۱۹۔ ۳۰)

اسلامی نظریہ کے مطابق تمام کے تمام پیغمبر بشر تھے جو بوجہ نیک سیرت خلوص اور پاکبازی اس قابل بن گئے کہ خدا نے ان کو اپنا پیغمبر منتخب کیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کی ذات میں اس قدر مستغرق کر لیا تھا کہ جو کچھ انہوں نے کہا اور کیا وہی اس کی مشیت تھی۔ انسانوں کو جو پیغام انہوں نے دیا وہ ان کا نہیں بلکہ خدا کا تھا۔ خدا نے ان کو اپنا پیغام وحی کیا تا کہ وہ اپنی زندگیاں اس کے مطابق ڈھالیں اور ہر کسی کے لئے نمونہ بنیں۔ حضرت محمدؐ نے اعلان کیا۔

"میں بھی آدمی ہوں جیسے تم (ہاں) مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو سیدھے اس کی طرف (متوجہ) رہو اور اسی سے مغفرت مانگو" القرآن ۴۱۔ ۶)

خدائی فرزندگی

عیسائیوں کا تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسےؑ خصوصی طور پر اور بلا شرکت غیرے

خدا کے بیٹے تھے یہ عقیدہ بھی حضرت عیسٰیؑ کے ارشادات اور تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ بائیبل میں یہ جملہ بہت سے سابقہ پیغمبروں کے لیے استعمال کیا گیا ہے مثال کے طور پر حضرت موسٰیؑ کی کتابوں میں سے ایک کتاب میں اسرائیل کو خدا کا بیٹا کہا گیا تھا۔

"اور تو فرعون سے کہنا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے۔" (خروج ۴-۲۲)

زبور میں یہی خطاب حضرت داؤد کو دیا گیا۔ "میں اس فرمان کو بیان بیان کروں گا کہ خداوند نے مجھے کہا تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے پیدا ہوا۔" (زبور ۲-۷)

اس سے ذرا بعد بائیبل میں حضرت سلیمان کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا تھا۔ وہی میرے نام کے لیے ایک گھر بنائے گا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہوں گا اور میں اسرائیل پر اس کی سلطنت کا تخت ابد تک قائم رکھوں گا۔" (۱ تواریخ ۲۲-۱۰)

اس جملے کا مطلب محبت میں قرب الٰہی کے سوا کچھ نہ تھا عیسائیت کے بانی نے بذاتِ خود کہا کہ ہر وہ انسان جس نے فلک میں باپ کی رضا کو اپنایا وہ خدا کا بیٹا ٹھہرا یہ ایک مخلصانہ زندگی اور دردمندانہ کردار ہی ہے جس نے ایک انسان کو خدا کا بیٹا کہلوانے کا اہل بنایا گیا یہ وہی کچھ نہیں، جو حضرت عیسٰیؑ مندرجہ ذیل ارشادات میں بیان کرتے ہیں۔

"اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔ (متی ۵ : ۴۴-۴۵)

مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے (متی ۵ : ۹)

ان اقوال سے ہمارے ذہنوں میں اس بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔

کہ حضرت عیسےٰؑ کا اس طرز کلام سے مدعا کیا تھا اس کے پیش نظر حضرت عیسےٰؑ کو بلا امتیاز یا منفرد مفہوم میں خُدا کا بیٹا تسلیم کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے حضرت عیسےٰؑ نے خود کو اکثر انسان کا بیٹا ہی کہا لیکن جب انہوں نے خود کو خدا کا بیٹا ہوتے سے منسوب کیا تو اس کا مفہوم بلا شک وشبہہ وہی تھا جس کے تحت آدم، اسرائیل داؤد، سلیمان۔ اس سے قبل خُدا کے بیٹے کہلائے اور جس مفہوم میں خود انہوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا تھا جو دل میں محبت کا جذبہ رکھتے تھے اور اپنے ہم جنسوں کے ساتھ امن سے رہتے تھے اور ایسے میں خُدا کے بیٹے تھے۔ حضرت عیسےٰؑ کی مندرجہ ذیل گفتگو مزید ثابت کرے گی کہ حضرت عیسےٰؑ کا اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہنا صرف استعارہ کے معنوں میں تھا۔

یسوع نے انہیں جواب دیا کہ تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جب کہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا (اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں) آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کرکے دنیا میں بھیجا کہتے ہو تو کفر بکتا ہے اس لئے کہ میں نے کہا، مَیں خدا کا بیٹا ہوں (یوحنا ۱۰:۳۴-۳۶)

حضرت عیسےٰؑ صریحاً زبور ۸۲ کی آیات نمبر ۶ اور ۷ کا حوالہ دے رہے تھے "میں نے کہا تھا کہ تم اِلٰہ ہو؟ اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو تو بھی تم آدمیوں کی طرح مروگے اور امراء میں سے کسی طرح گر جاؤ گے۔ جیسے عہد نامہ عتیق میں مصنفوں اور پیغمبروں کو تشبیہی معنوں میں دیوتا کہتے تھے ایسے میں حضرت عیسےٰؑ نے اپنے آپ کو خُدا کا بیٹا کہا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کے نزدیک خدا کے بیٹے کی اصطلاح کوئی خاص مفہوم نہیں رکھتی تھی، ماسوائے اس کے کہ جتنا بائبل کا محاورہ اجازت دیتا ہے۔ ایسے میں حضرت عیسےٰؑ کو منفرد حیثیت سے خصوصی یا لغوی معنوں میں خُدا کا بیٹا جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

قرآن پاک انتہائی پر زور الفاظ میں حضرت عیسٰیؑ کو لغوی یا منفرد معنوں میں خدا کا بیٹا ہونے کے عقیدہ کو مسترد کرتا ہے قرآن پاک کا بیان ہے۔

"اور یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے (نہیں) وہ پاک ہے بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے سب اس کے فرمانبردار ہیں۔" (القرآن ۲ : ۱۱۶)

"خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے"
(القرآن ۱۹ : ۳۵)

عقل سلیم اور منطق پھر اسلام کا ساتھ دیتے ہیں۔ فلسفہ ہمیں بتاتا ہے کہ کوئی جاندار چیز جس میں سے دوسری جاندار چیز پیدا ہو سکتی ہے اور وہ انفرادی طور پر اپنی حیثیت برقرار رکھ سکتی ہے اور دوسروں کا برابر کا حصہ بن جاتی ہے اس کو کبھی کامل نہیں کہا جا سکتا، خدا کی طرف بیٹے کو منسوب کر دینا خدا کی ذات کا کامل ہونے سے انکار ہے۔[1]

ابتدائی گناہ

عیسائیت کا چوتھا عقیدہ کفارہ سے متعلق ہے عیسائیت اعلان کرتی ہے کہ حضرت آدم علم کا ممنوعہ پھل نہ کھانے کے خدائی فرمان کی حکم عدولی کر کے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ حضرت آدم کا گناہ اولادِ آدم کو وراثت میں ملا۔ اس طرح تمام بنی نوع انسان پیدائشی گنہگار ہیں۔ خدا کے عدل کا تقاضا ہے کہ ہر گناہ کی قیمت

---

[1] Cf. Bergson, The Creative Evolution, Modern library, p.16

لازماً ادا کی جائے۔ خدا کسی گناہ کو بلا سزا نہ چھوڑ سکتا ہے نہ چھوڑے گا۔ اب جو چیز گناہ کو مٹا سکتی ہے وہ خون بہا ہی ہے۔ سینٹ پال کے الفاظ میں بغیر خون بہائے معافی نہیں ہو سکتی (عبرانیوں ۹ - ۲۲) لیکن یہ خون بے عیب، معصوم اور لازوال ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اصل گناہ جو خدا کے حکم کے خلاف ہوا لامحدود وسعت کا حامل تھا، لہٰذا اس کے معاوضے کی وسعت لامحدود ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔ پس حضرت عیسےٰؑ خدا کے بیٹے آسمان سے نازل ہوئے انہوں نے اپنا مقدس بے عیب خون بہایا ناقابل بیان ذہنی کرب کو برداشت کیا اور بنی نوع انسان کے گناہوں کی پاداش میں جان دی۔ کیونکہ حضرت عیسےٰؑ لامحدود خدا تھے اس لئے صرف وہی لامحدود گناہ کی قیمت ادا کرنے کے اہل تھے۔ کسی شخص کی نجات ممکن نہیں جب تک وہ حضرت عیسےٰؑ کو اپنا نجات دہندہ تسلیم نہ کرے۔ ہر بنی نوع انسان اس فطری گناہ کی حیثیت سے دوامی جہنم کی سزا بھگتے گا۔ تاآنکہ وہ یہ تسلیم نہ کرے کہ حضرت عیسےٰؑ نے اپنے خون سے ان کے جملہ گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے [1]

یہ عقیدہ تین حصوں پر منقسم ہے:

(۱) ابتدائی یا اصل گناہ

(۲) یہ کہ خدا کا عدل گناہ کی سزا کا خون بہا ضروری قرار دیتا ہے۔

(۳) یہ کہ حضرت عیسےٰؑ نے صلیب پر موت سے لوگوں کے گناہوں کی قیمت ادا کر دی ہے اور یہ کہ نجات صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو اس قائمقام قربانی پر یقین رکھتے ہیں۔

پہلے حصے کے متعلق پادری گرودٹ رقمطراز ہے۔

---

1. Cf. God's Plan for your Salvation, Phoenix, Arizona, U.S.A.

کتابِ مقدس کے مطابق حضرت آدم کا گناہ تمام بنی نوع انسان (ماسوائے مقدس خاتون) تک پہنچا، جیسا کہ سینٹ پال کے الفاظ ہیں "غرض جیسا ایک گناہ کے سبب سے وہ فیصلہ ہوا جس کا نتیجہ سب آدمیوں کی سزا کا حکم تھا۔ ویسا ہی راست بازی کے ایک کام کے وسیلہ سے سب آدمیوں کو وہ نعمت ملی جس سے راست باز ٹھہر کر زندگی پائیں کیونکہ جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گنہگار ٹھہرے اس طرح ایک کی فرمانبرداری سے بہت سے لوگ راست باز ٹھہریں گے" (رومیوں ۵ : ۱۸-۱۹) ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ آدم کا گناہ تمام بنی نوع انسان کو وراثت میں ملا۔"(۱)

عیسائیت کے اور بہت سے عقائد کی طرح گناہ کی وراثت کے عقیدہ کو حضرت عیسٰےؑ یا ان کے پیش رو پیغمبران کے الفاظ میں کوئی تائید نہیں ملتی ان کی تعلیم کے مطابق ہر انسان اپنے اعمال کا جواب دِہ تھا۔ بچوں کو باپ کے گناہ کی پاداش میں سزا نہیں دی جاوے گی۔ مثال کے طور پہ پیغمبر یرمیاہ کی کتاب میں ایسے بیان کیا گیا ہے۔

"ان ایام میں پھر یوں نہ کہیں گے کہ باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے ہو گئے" کیونکہ ہر ایک اپنی ہی بدکرداری کے سبب مرے گا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے اسی کے دانت کھٹے ہوں گے (یرمیاہ ۳۱:۲۹-۳۰)

پیغمبر حزقی ایل نے ابتدائی گناہ کے عقیدہ کو قریب قریب انہی الفاظ میں مسترد کیا ہے اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ تم اسرائیل کے ملک کے حق میں کیوں یہ مثل کہتے ہو کہ باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے ہوئے خداوند خدا فرماتا ہے۔

---

1. Rev. J.F. De Groot, Catholic Teaching, P.140

مجھے اپنی حیات کی قسم کہ تم پھر اسرائیل میں یہ مثل نہ کہو گے دیکھ سب جانیں میری ہیں، جیسی باپ کی جان ویسی ہی بیٹے کی جان بھی میری ہے جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی لیکن جو انسان صادق ہے اور اس کے کام عدالت اور انصاف کے مطابق ہیں جس نے بتوں کی قربانی سے نہیں کھایا، اور بنی اسرائیل کے بتوں کی طرف اپنی آنکھیں نہیں اٹھائیں اور اپنے ہمسایہ کی بیوی کو ناپاک نہیں کیا اور عورت کی ناپاکی کے وقت اس کے پاس نہیں گیا اور کسی پر ستم نہیں کیا اور قرضدار کا گرو واپس کر دیا اور ظلم سے کچھ چھین نہیں لیا، بھوکوں کو اپنی روٹی کھلائی اور ننگوں کو کپڑا پہنایا، سود پر لین دین نہیں کیا، بدکرداری سے دستبردار ہوا اور لوگوں میں سچا انصاف کیا، میرے آئین پر چلا اور میرے احکام پر عمل کیا، تاکہ راستی سے معاملہ کرے۔ وہ صادق ہے خداوند خدا فرماتا ہے وہ یقیناً زندہ رہے گا.... بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ، صادق کی صداقت اسی کے لیے ہو گی اور شریر کی شرارت شریر کے لیے لیکن اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کیے ہیں باز آئے اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً زندہ رہے گا، وہ نہ مرے گا"۔

(بائیبل حزقی ایل ۱۸: ۱-۹، ۲۰-۲۱)

حضرت عیسےٰ نے بذاتِ خود بچوں کو پاک اور معصوم ٹھہرایا اور یہ کہ وہ پیدائشی گنہگار نہیں ان کے مندرجہ ذیل بیان کردہ مقولہ سے ظاہر ہے۔

"بچوں کو میرے پاس آنے دو۔ ان کو منع نہ کرو۔ کیونکہ خدا کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہی کو بچے کی طرح

قبول نہ کرے وہ اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔" (مرقس ۱۰: ۱۴: ۱۵)

اسلام ابتدائی گناہ کے عقیدہ کی مزمت کرتا ہے اور بچوں کو بوقت پیدائش پاک اور بے عیب تصور کرتا ہے۔ اس کے مطابق گناہ موروثی نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہر کسی کو ان کاموں کے کرنے کے عوض میں جن کو اسے نہیں کرنا چاہیئے اور ان کاموں کو نہ کرنے کی پاداش میں جنہیں اسے کرنا چاہیئے تھا، حاصل ہوتی ہے۔

اگر اسے مزید عقلی طور پر پرکھا جائے تو تمام نسل انسانی کو اس گناہ کی پاداش میں مجرم ٹھہرانا جو ہزاروں سال پہلے ان کے اوّلین والدین سے سرزد ہوا، انتہائی ناانصافی ہوگی، گناہ خدا کے قانون یا خیر اور شر کے قانون کی دیدہ دانستہ خلاف ورزی ہے اس کی ذمہ داری یا ملامت صرف اسی انسان پر عائد ہوتی چاہیئے جو اس کا مرتکب ہو، نہ کہ اس کی اولاد پر۔

انسان با اختیار پیدا ہوا ہے وہ ہر دو بُرا کام کرنے اور اس کے خلاف جنگ کرنے اور اچھا کام کرنے کا رجحان اور استعداد رکھتا ہے۔ بالغ انسان، صحیح اور غلط کے مابین تمیز کرنے کے قابل جب اپنی آزادی کا غلط استعمال کرتے ہوئے خواہشات کا شکار ہو جاتا ہے تو گناہ اس میں جنم لیتا ہے، بہت سے مردوں اور عورتوں کا برائی کے رجحانات کی مزاحمت کرنا اور ان پر قابو پاکر اپنی زندگیوں کو خدائی قانون کے مطابق ڈھال دینا، تمام اقوام کی متبرک کتابوں سے عیاں ہے۔ بائیبل میں حضرت اینوخ۔ نوح۔ ایوب۔ یحیٰی اور بہت سے لوگوں کا ذکر آتا ہے جو کامل اور راست باز انسان تھے۔ خدا سے ڈرتے تھے اور برائی سے بچتے تھے۔

بر بنی نوع انسان سے نفرت اور انسانی اچھائی سے مایوسی کی انتہا ہے کہ بچوں کو پیدائش سے گنہگار تصور کیا جائے۔ سینٹ اگسٹائن کا یہ مذہبی مقولہ کہ تمام

غیر بپتسمہ پائے ہوئے بچوں کی تقدیر ہے کہ وہ ہمیشہ جہنّم کی آگ میں جلتے رہیں گے، اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ابتدائی گناہ کے عقیدہ پر یقین انسان کو کس قدر سنگ دل اور غیر معقول بنا دیتا ہے ماضی قریب میں غیر بپتسمہ پائے ہوئے بچوں کو عیسائیت کی متبرک جگہوں پر دفن نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ عیسائیت کے اس عقیدہ کے مطابق وہ ابتدائی گناہ کے ساتھ فوت ہوئے۔

کفارہ کے عقیدہ کی بنیاد یعنی ابتدائی گناہ میں یقین حضرت عیسےٰؑ اور عقل کی رُو سے غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس عقیدہ پر مبنی تعمیر بھی باطل ہے، تاہم ہم عیسائیت کے نجات کے اس منصوبہ پر ذرا مزید غور کرتے ہیں۔

خُدا کا انصاف

عیسائیت کے کفارہ کے عقیدہ کا دوسرا حِصّہ یہ ہے کہ خدا کے انصاف کا تقاضا ہے کہ ابتدائی گناہ اور دوسرے گناہوں کی قیمت ادا کی جائے۔ اگر خدا کسی گنہگار کو بغیر سزا دیے معاف کر دے تو یہ خدا کے انصاف سے صریحاً انحراف ہے اس ضمن میں پادری ڈبلیو گولڈ سیک رقمطراز ہے:

"یہ روزِ روشن کی طرح سب پر عیاں ہونا چاہیئے کہ خُدا اپنے قانون کو توڑ نہیں سکتا، وہ کسی گنہگار کو مناسب سزا دیئے بغیر معاف نہیں کر سکتا اگر اس نے ایسا کیا تو کون اسے (عادل) قرینِ انصاف تصوّر کرے گا۔" [1]

---

1. Rev. W. Goldsack, The Atonement, P.5.

یہ خیال خدا کی فطری صفات سے بالکل لاعلمی کا مظہر ہے۔ خدا محض منصف یا بادشاہ ہی نہیں، بلکہ جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے "وہ قیامت کے دن کا مالک ہے"۔ وہ نہ صرف انصاف پسند بلکہ رحمدل اور معاف کرنے والا ہے اگر وہ کسی انسان میں خوبی پاتا ہے یا یہ دیکھتا ہے کہ وہ مخلصانہ طور پر نادم ہے اور اپنے اندر برائی کو دور کرنے کا حقیقی جذبہ رکھتا ہے تو وہ اس کی لغزشوں اور گناہوں کو مکمل طور پر معاف کر دینے پر قادر ہے کسی بھی خیال آرائی سے یہ بات خدا کے عدل کی خلاف ورزی نہیں کہلائے گی۔ تاہم سزا کا اصل مقصد برائی کو روکنا اور مجرم کی اصلاح ہوتا ہے۔ کسی کو توبہ کر لینے اور اپنی اصلاح کر لینے کے بعد ماضی کے گناہوں کی پاداش میں سزا دینا انتقام کے مترادف ہے۔ نہ کہ انصاف کے۔ وُہ خدا جس کے انصاف کا یہ تقاضا ہو کہ انسان ہر لغزش اور گناہ کا معاوضہ ادا کرے کسی لحاظ سے شائی لاک سے کم نہیں۔ وہ خدا جس کی ہم پرستش کرتے ہیں، تمام جہانوں کا خالق اور پالنے والا۔ محبت اور رحم کا خدا ہے اگر وہ کوئی قانون یا طریقہ بناتا ہے اور اس کی فرمانبرداری چاہتا ہے تو یہ اس کے اپنے مفاد میں نہیں بلکہ انسانیت کے مفاد کے لیئے ہے اور اگر وہ کسی انسان کو اس کی لغزشوں اور گناہوں کی سزا دیتا ہے تو اپنی تسکین اور معاوضہ کے لیئے نہیں، جیسا کہ عیسائیت کا عقیدہ ہے بلکہ برائی کو روکنے اور گنہگار کے تزکیۂ نفس کے لیئے ہے جہنم بذاتِ خود ایک ہسپتال کی مانند ہے جہاں کینہ۔ حقارت۔ خودغرضی۔ سنگ دلی۔ جھوٹ بے ایمانی لالچ۔ نجاست۔ تکبر و غرور وغیرہ بیماریوں میں مبتلا روحانی مریضوں کا علاج دُکھ درد اور ندامت کی آگ سے کیا جاتا ہے تاہم جو نیکی کا جذبہ رکھنے میں

ثابت قدم ہوں گے اور خلوصِ نیت سے اپنے کئے پر نادم ہوں گے۔ وہ خدا کو ہمیشہ ان کی کوتاہیوں اور گناہوں کو ان سے یا کسی اور سے بلا معاوضہ معاف کرنے والا پائیں گے۔ کیا یہ وہی کچھ نہیں جس کا پیغمبر حزقی ایل نے بائیبل کے مندرجہ بالا آیات میں اعلان کیا اور کیا یہ وہی کچھ نہیں جس کی حضرت عیسٰیؑ نے گمشدہ بھیڑ، گمشدہ سکّہ اور فضول خرچ بیٹا کی خوبصورت تمثیلات میں تعلیم دی۔ کیا ہم اس عقیدہ کی ابتدا کی نشاندہی کر سکتے ہیں، کہ جب تک ہر گناہ کا معاوضہ نہ لیا جائے اور کسی کو سزا نہ مل جائے، خدا کا انصاف اس شخص پر بھڑکے گا جس نے ہمیں ان الفاظ میں دُعا کرنے کی تعلیم دی۔

"ہمارے قرضے اس طرح معاف کر دے جیسے ہم اپنے قرض خواہوں کو معاف کرتے ہیں"۔ گنہگار کو سزا دینے یا اس کے بدلے میں کسی اور کو سزا دینے کے بعد بخشنا مطلقاً بخشش نہیں ہے خدا ان لوگوں کو جن میں حقیقی اچھائی دیکھتا ہے اور جنہوں نے اپنے رُخ برائی سے پھیر لیے ہیں اور اپنے آپ کی اصلاح کر لی ہے ان کی لغزشوں اور گناہوں کو ان سے یا اس کے بدلہ میں کسی اور کو سزا دیئے بغیر معاف کر سکتا ہے اور کرتا ہے اور یہ بات خدا کے انصاف کے خلاف نہیں ہے۔ دراصل صرف یہی حقیقی بخشش ہے چنانچہ ہم قرآن میں تلاوت کرتے ہیں:

"(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو، اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ، پھر

تم کو مدد نہیں ملے گی ۔" (القرآن ۳۹ - ۵۳ ، ۵۴)
اور جو شخص کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کرے، پھر خُدا سے بخشش مانگے (اور اپنی اصلاح کرے) تو خدا کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا جو کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہے (اور) خُدا جاننے والا حکمت والا ہے (القرآن ۴: ۱۱۰ - ۱۱۱)

خُون کا کفّارہ

عیسائیت کے کفّارے کے عقیدہ کا تیسرا جز یہ ہے کہ حضرت عیسےؑ نے انسانیت کے ابتدائی گناہ اور دُوسرے گناہوں کا تاوان کیلوری کی صلیب پر اپنی موت سے ادا کیا اور یہ کہ حضرت عیسےؑ کے خُون کی قوت حفاظت پر ایمان رکھنے کے بغیر نجات ممکن نہیں اور ہم سینٹ پطرس کے پہلے خط میں پڑھتے ہیں "کیونکہ تم جانتے ہو کہ تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے ذریعے سے نہیں بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برّے یعنی مسیح کے بیش قیمت خُون سے ۔" (۱ پطرس ۱: ۱۸ - ۱۹)

اور یہی کچھ عیسائیت کے جدید دُور کے دو عذر خواہاں نے (جن میں سے ایک پروٹسٹنٹ اور دُوسرا رومن کیتھولک ہے) تحریر کیا ہے ۔

"اب ہم کفارہ کے عقیدہ کو دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسےؑ کی موت کسی نہ کسی اعتبار سے گناہ کی قربانی تھی اور ایسے میں خدا باپ اور گنہگار انسان میں صلح کرادی گو یہ حقیقت عقیدوں میں بیان نہیں ہے، لیکن ان کے الفاظ کا مفہوم یہی ہے کہ حضرت عیسےؑ ہمارے لیے مصلوب ہوئے

اور ہماری نجات کے لیے اذیتیں اُٹھائیں[1]۔

"چونکہ مسیح، خدا اور انسان نے ہمارے گناہوں کو اُٹھا لیا (صلیب پر اپنی موت سے) تاکہ خدا کے غضبناک انصاف کو ٹھنڈا کر کے ان کا کفارہ ادا کرے۔ لہٰذا وہ خدا اور انسان کے درمیان ثالث ہیں[2]"

یہ عقیدہ نہ صرف خدا کے رحم بلکہ اس کے انصاف کی بھی نفی کرتا ہے لوگوں کے گناہوں کی معافی کے لیے خُون کی قیمت کا مطالبہ رحم سے سراسر خالی ہے۔ اور بے گناہ کو دوسروں کے گناہوں کی پاداش میں سزا دینا خواہ اوّل الذکر رضامند ہو یا نہ ہو ناانصافی کی انتہا ہے۔

عیسائیت کے عذر خواہاں اس بات کی صفائی میں کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ نے بنی نوعِ انسان کے گناہوں کی قیمت کی ادائیگی کے لیے خود اپنی رضا سے موت کی اذیت کو قبول کیا، اس ضمن میں ہمارا جواب یہ ہے۔

"اوّلاً تاریخی اعتبار سے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ انسانوں کے گناہوں کے بدلہ حضرت عیسےٰؑ رضامندی سے اور دیدہ دانستہ مرنے کے لئے آئے تھے ہم بائیبل میں پڑھتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرنے کے خواہش مند نہ تھے۔ کیونکہ جب انہوں نے یہ سُنا کہ ان کے دشمن ان کی موت کے منصوبے بنا رہے ہیں تو انہوں نے اعلان کیا ان کی جان نہایت غمگین حتیٰ کہ موت کے قریب ہے۔ انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کو چوکس رہنے اور ان کو ان کے دشمنوں سے بچاتے کے لیے کہا۔ انہوں نے خدا سے دُعا کی "اے ابا۔ اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے' اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹا لے

---

1. W.H. Turton, The Truth of Christianity, p.289

2. J.F. De Groot, Catholic Teaching p.162

تو بھی جو میں چاہتا ہُوں وہ نہیں، بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو۔"
(مرقس ۱۴ ، ۳۶)

نابینا: ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح ایک انسان کی اذیت اور موت دوسرے لوگوں کے گناہوں کو نابُود کر دیتی ہے یہ تو کچھ اس طرح سے ہے کہ معالج مریضوں کے سر درد کی صحت کے لیئے اپنا سر پھوڑ ڈالے۔ قائم مقام قربانی کا تصور بے دلیل، بے معنی اور غیر منصفانہ ہے۔

سوئم خدا کے غضب کو کم کرنے کے لیے" خون بہا کا تصور عیسائیت میں قدیم انسان کے اس عقیدہ سے آیا ہے جس میں خدا کو ایک بڑا طاقت ور دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ ہمارے نزدیک گناہ اور خون میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ گناہ کو دھوتے کے لئے خون نہیں بلکہ توبہ۔ ندامت۔ برائی کے رجحانات کے خلاف مسلسل جدوجہد۔ بنی نوع انسان سے زیادہ ہمدردی، خدا کے احکامات جو پیغمبروں کے ذریعے نازل ہوئے پر پوری طرح عمل کرنے کی ضرورت ہے :۔

قرآن یہ کہتا ہے :۔

"خدا تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون (قربانی کے جانور) بلکہ اس تک تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ (القرآن ۲۲ ۔ ۳۷)

کفارے کا عقیدہ خدا کی پہلی ہستی کو ایک خون کے پیاسے ظالم کا روپ دیتا ہے، تاکہ دوسری ہستی کی محبت کی ذاتی قربانی کو واضح کیا جائے۔ ایک سلیم الطبع نقاد کے مطابق دوسری ہستی کی قربانی اتنی ہی بے جا اور بے معنی ہے جتنا پہلی ہستی کا مطالبہ سفاکانہ اور ایذا رسان ہے۔

آرتھر ویگل کفارے کے عقیدہ پر مندرجہ ذیل معنی خیز تبصرہ کرتا ہے :۔

"ہمیں الہیات کا یہ ہیبت ناک مذہبی عقیدہ کہ کسی عارفانہ سبب

WWW.Only1or3.com
WWW.OnlyOneOrThree.com

ے کفارے کے طور پر قربانی ضروری تھی کسی صورت میں قابلِ قبول نہیں۔ یہ عقیدہ یا تو ہمارے خدا کے قادرِ مطلق ہونے یا پھر اس کے محبتِ خلق ہونے کے تصور کی نفی کرتا ہے۔ مشہور ڈاکٹر کروڈن کا ایمان تھا کہ اس قربانی کی خاطر مسیح نے خدا کی عائد کردہ دردناک مصیبتیں برداشت کیں، لیکن یہی نقطۂ نظر دورِ جدید کے انسان کو متنفر کرتا ہے۔ اس کو ایک نفرت آمیز عقیدہ کہا جاسکتا ہے اور اسے قدیم انسان کے ایذا رسانی کے رجحانات سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ درحقیقت اس کی ابتدا جہالت کے زمانے سے ہوئی ہے اور یہ عقیدہ بت پرستی کے اثرات کی نمایاں یادگار ہے''۔ (۱)

عیسائیت کی نجات کا طریقۂ کار نہ صرف اخلاقی اور عقلی اعتبار سے ناقص ہے بلکہ حضرت عیسےٰؑ کے بیان میں بھی اسے کوئی تائید حاصل نہیں۔ حضرت عیسےٰؑ لوگوں کو تاریکی سے روشنی میں لے جاتے ہیں بدکردار لوگوں کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے ——— اس لحاظ سے یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے مصیبتیں جھیلیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کی موت دوسروں کے گناہوں کا کفارہ تھی اور صرف وہی لوگ جو ان کے خون میں ایمان رکھتے ہیں معاف کئے جائیں گے۔ حضرت عیسےٰؑ اپنی تبلیغ اور مثالی صالح زندگی سے لوگوں کو گناہوں سے نجات دلانے کے لئے آئے تھے، اس لیے نہیں کہ دیدہ دانستہ ان کے لیے صلیب پر جان دیں اور اپنے خون کو دوسروں کے گناہوں کی پاداش میں کفارے کے طور پر پیش کر دیں۔'' ایک شخص نے پاس آکر ان سے کہا اے استاد میں کون سی نیکی کروں

1. Arthur Weigall, the Paganism in our Christianity

تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں"۔ تو انہوں نے اپنی قربانی بطور کفارہ اور اپنے خون کی نجات دلانے کی طاقت کے بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ ان کا جواب بعینہٖ وہی تھا جو دوسرے پیغمبروں کا تھا۔ کیونکہ انہوں نے کہا۔

"تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے،
لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر (متی ۱۹-۱۷)

خدا کے حکموں کی فرمانبرداری ہی حضرت عیسےٰؑ کے نزدیک ابدی زندگی کا راستہ ہے، حصولِ نجات کے لیئے خدا پر ایمان رکھنا، برائی کو ترک کرنا اور اچھے اعمال کرنا ضروری ہے نہ کہ حضرت عیسےٰؑ کو نجات دہندہ ماننا اور اُن کے خون کے کفارے میں ایمان رکھنا۔

کفارے کا عقیدہ غیر عقلی ہے کیونکہ

(۱) انسان گناہ میں پیدا نہیں ہوا۔

(۲) خدا کو گنہگاروں کو معاف کرنے کے لیے کوئی معاوضہ درکار نہیں۔

(۳) قائم مقام قربانی کا تصور غیر منصفانہ اور سفاکانہ ہے۔ گناہ کے مرتکب ہو کر ہم خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے، بلکہ ہم اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ہماری زندگیوں پر گناہ کا دھبہ کسی اور انسان کی رضاکارانہ یا غیر رضاکارانہ مصیبت یا موت سے نہیں، بلکہ ہماری ذاتی توبہ۔ گناہ سے انحراف اور اچھے اعمال سے دُور کیا جا سکتا ہے اور اس طرح جب حضرت آدمؑ سے حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی اور انہوں نے توبہ کی اور اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا کے حوالے کر دیا تو ان کا گناہ معاف کر دیا گیا۔ حضرت آدمؑ کا گناہ نہ ہی حضرت آدمؑ کی اولاد کو ورثے میں ملا ہے اور نہ ہی اسے

معافی کے لئے حضرت عیسےٰؑ کی ایذا رسانی اور موت درکار تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی موت قطعی طور پر صلیب پر واقع نہیں ہوئی۔ کفارے کا عقیدہ خدا کے عدل اور رحم کی نفی کرتا ہے۔

اسلام اس عقیدہ کو مسترد کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ گناہوں کی مغفرت کسی دوسرے شخص انسانی یا یزدانی کی تکلیف اور قربانی سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ یہ خُدا کے فضل اور بُرائی کے خلاف ہماری مخلصانہ اور مسلسل کوشش اور نیک اعمال کے ذریعے سے ممکن ہے۔

"وہ یہ کہ کوئی شخص دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور یہ کہ انسان کو وُہی ملتا ہے جس کی وُہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائے گی۔ (القرآن ۵۳ : ۳۸-۴۰)

"جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی کا ضرر بھی اسی کو ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ (القرآن ۱۷-۱۵)

اِسلام ان تمام لوگوں سے نجات (جس کے قرآنی عقیدہ کے یہ معنی ہیں کہ خُدا کا قرب حاصل کرنے کی کامیابی اور انسان کے اندر تمام نیک اعمال کی تکمیل) کا وعدہ کرتا ہے۔ جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں۔

"ہاں جو شخص خدا کے آگے گردن جھکا دے، یعنی (ایمان لے آئے) اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا، اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (القرآن ۲-۱۱۲)

اسلام ایک عقلی دین

ہم نے عیسائیت کے چند نہایت اہم عقیدوں کی جانچ پڑتال کی ہے جو پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک عقائد کا حصہ ہیں، ہماری تحقیق نے ہمیں اس نتیجہ پر پہنچایا ہے کہ عقیدہ تثلیث حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت۔ حضرت عیسےٰؑ کی خُدائی فرزندگی۔ ابتدائی خطا اور کفارہ کے عقائد نہ تو عقلی طور پر درست ہیں اور نہ ہی حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم سے مطابقت رکھتے ہیں۔ یہ عقائد بُت پرستوں کے اثر و رسوخ کے نتیجہ میں حضرت عیسےٰؑ کے بہت عرصہ بعد معرضِ وجود میں آئے۔ ان عقائد سے ظاہر ہے کہ عیسائیت حضرت عیسےٰؑ کے اصل دین سے کافی حد تک بھٹک چکی ہے۔

اسلام حضرت عیسےٰؑ اور دیگر تمام پیغمبروں کے مذاہب کا احیاء اور وضاحت ہے۔ جو دین متعدد اقوام کے پیغمبروں کو دیا گیا ایک ہی تھا، لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اسے غلط معنی دیئے گئے اور توہمات کی گڈمڈ، جادوگری کی مشقوں اور بے معنی رسومات کی شکل میں روبہ تنزّل ہُوا۔ اس میں خدا کا تصوّر جو دین کی اصل روح تھا حسب ذیل وجوہ سے بگڑ گیا تھا۔

(ا) خدا کو انسانی شکل اور انسانی جذبات کا حامل سمجھنے کا رجحان۔

(ب) خدا کی وحدانیت میں دوسروں کو شریک ٹھہرانا (جیسا کہ ہندومت اور عیسائیت میں ہے)

(ج) فرشتوں کو خدا بنانا۔ مثال کے طور پر ہندومت کے 'دیو'، زرتشتوں کے یزتا اور شائد عیسائیت میں روح القدس۔

(د) پیغمبروں کو اوتار یا مجسم خدا سمجھنا، جیسے حضرت عیسےٰؑ عیسائیت میں، بدھا مہاتما بُدھ مت میں، کرشن اور رام ہندومت میں۔

www.OnlyOneOrThree.com

(ڈ) خدا کی صفات کو جُداگانہ خدائی ہستیوں کا روپ دینا جیسے عیسائیت میں باپ، بیٹا اور رُوح القدس کی تثلیث، ہندو مت میں براہما۔ وشنو اور شیوا کی تین مورتی اور زرتشت کا آمیشا سپنیٹا۔

پیغمبر پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام غیر عقلی مذہبی رجحانات پر تنقید کی اور خدا کا قدیم خالص تصور بحیثیت ابدی حقیقت (الصمد) جہانوں کا خالق اور پالنے والا (رب العالمین) مہربان (الرحمٰن) مجسمہ رحم کرنے والا (الرحیم) بخشش عطا کرنے والا (الغفور) قادر مطلق (العزیز) سب کچھ جاننے والا (العلیم) پاک (القدوس) سارے جہانوں پر محیط (الواسع) بحال کیا، انہوں نے مذہب کو تمام توہمات غلطیوں اور بے معنی رسومات سے پاک کیا اور تمام بنی نوع انسان کے روحانی فیضان اور رہنمائی کے لیے اس کا دائرہ ادراک وسیع کیا اور ہر نسل، رنگ و قوم کو ایک عالمگیر برادری میں متحد کر دیا۔

اسلام دیومالا کے تصور سے پاک ہے۔ اس کی تعلیم سادہ اور عقلی ہے، یہ انسانی عقل اور ضمیر کی توجہ منعطف کراتا ہے، خدا کی وحدانیت اور نیکی کے اسلامی عقیدہ کی سچائی کے ثبوت کے لیے ہمارا کائنات کا مطالعہ اور غور و فکر جہاں ظاہری رنگا رنگی کے پس منظر میں ایک ہی طاقت کا کارفرما ہونا۔ جملہ پیغمبروں کی تعلیمات تمام مذاہب اور تمام اقوام کے صوفیاء کرام کے تجربات اور بالآخر تثلیث کا عقیدہ رکھنے والوں کی معذرتیں، جو باوجود تین خدائی ہستیوں میں یقین رکھنے کے خدا کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہیں سے واضح ہے۔ اسلام کے دیگر اصولوں کی صداقت۔ خدا کی وحدانیت اور نیکی پر یقین کے منطقی نتیجہ کے طور پر سامنے آتی ہے، اگر خدا ایک ہے اور تمام بنی نوع انسان اسی خدا کی مخلوق ہیں اور سب کے سب اس کی نگاہ میں برابر ہیں تو اسلامی عقیدہ یہ ہُوا کہ تمام مرد اور عورتیں برابر ہیں اور بھائی چارہ کے رشتے میں منسلک ہیں، اگر خدا جہانوں کا خالق اور پالنے والا ہے تو اسے نہ صرف انسان کی مادی ضروریات

کو بہم پہنچانا لازمی ہے بلکہ اس کو سچائی اور پرہیز گاری کا طریقہ بتا کر اس کی اخلاقی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنا بھی ضروری ہے، اس سے اسلامی عقیدہ وحی پیدا ہُوا، ایک خدائی پیغام جہاں کہیں اور جب کبھی پہنچانے کی ضرورت ہو تو خدا پر لازم ہُوا کہ ایسے لوگوں کو منتخب کرے، جنہوں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو سچائی کے لیے وقف کر رکھا ہو۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کرتے ہوں اور دوسروں کو سچائی کے راستے کی ترغیب دے سکنے کے اہل ہوں اس سے جملہ اقوام کے پیغمبروں پر ایمان کا اسلامی عقیدہ پیدا ہُوا اور بالآخر خدا اگر خیر کا خدا ہے اور اس دُنیا کی تخلیق اور انسان کو آزاد کارکن بنانے سے اس کا مقصود غیر سنجیدہ اور بے معنی نہیں تو زندگی بعد از موت کا ہونا ضروری ہے تا آنکہ انسان اپنے اعتقادات ارادوں اور اعمال کا ثمر حاصل کر سکے اور خدا کی جانب اور اس کی راہ میں اپنا فرحت بخش سفر جاری رکھ سکے، لہٰذا اس سے اسلام کا نظریۂ زندگی بعد از موت ثابت ہُوا۔

مشہور اطالوی ماہر مشرقیات ڈاکٹر لورا ویشیا ویگلیری (Dr. Laura Veccia Vaglieri) اپنی کتاب این انٹرپریٹیشن آف اسلام (An Interpretation of Islam) میں اسلام کے عقلی تصور کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔

عربی پیغمبر کی الہامی آواز جو اپنے خالق سے گہرے رابطہ کا نتیجہ تھی بُت پرستوں بگڑی ہُوئی عیسائیت اور یہودیت کے پیروں کاروں کو انتہائی خالص وحدانیت کی تبلیغ کرتی تھی، انہوں نے کھلم کھلا اپنے آپ کو ان انسانی رجعت پسند رجحانات کے مقابلے میں لاکھڑا کیا جو خالق کی ذات میں دوسروں کو بھی شریک کرتے تھے۔"

"انسانوں کو ایک خُدا پر ایمان کی تلقین کے لئے انہوں نے نہ تو ایسے حوادث کا سہارا لیا جو بظاہر قدرتی لائحہ عمل کے خلاف ظہور پذیر ہُوئے ہوں یعنی نام نہاد معجزات

اور نہ ہی انہوں نے ان لوگوں کو آسمانی دھمکیاں دے کر خاموش رہنے پر مجبور کیا جو صرف انسانی غور و فکر کی صلاحیّت کو مفلوج کر دیتی ہیں، بلکہ انہوں نے ان کو حقیقت کی دُنیا ترک کیے بغیر کائنات اور اس کے قوانین پر غور و فکر کی دعوت دی۔ خُدا کی واحد اور ناگزیر ہستی پر یقینِ محکم کے پیشِ نظر انہوں نے لوگوں کو زندگی کی کتاب پڑھنے کو کہا۔ محمد عبدہ اور امیر علی دونوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ انسان کے اندرونی ضمیر اور فیصلہ کرنے کی فطری صلاحیّت پر مطمئن تھے۔[1]

قرآنی آیات کا حوالہ دینے کے بعد فاضل مصنفہ اپنا بیان جاری رکھتی ہے:

"اسلام کا احسان ہے کہ بُت پرستی کے مختلف رسمی طریقوں کو شکست ہوئی، کائنات کے تصوّر، مذہبی دستور اور سماجی زندگی کے رسم و رواج سب کو انہوں نے ان تمام وحشت انگیزیوں سے پاک کر دیا، جنہوں نے ان کو پست کر دیا تھا اور انسانی ذہن کو تعصب سے آزاد کر دیا۔ انسان نے بالآخر اپنی عظمت کو پہچانا اور اپنے اس خالق کے سامنے جو بنی نوعِ انسان کا مالک ہے، عاجزانہ آیا۔"

"رُوح کو تعصب سے نجات ہوئی اور انسانی قوتِ ارادی کو ان تمام بندشوں جس کا دوسروں کی مرضی پر یا دوسری نام نہاد طاقتوں

---

1. Laura Veccia Vaglieri, Apologia dell Islamismo Translated into English as 'An Interpretation of Islam by Dr. Caselli, pp 30,31

پر انحصار تھا سے آزادی حاصل ہوئی۔ پادری۔ خفیہ رازوں کے جھوٹے محافظ۔ نجات کے دلال اور تمام وہ لوگ جو خدا اور بندے کے درمیان سفارش بننے کا جھوٹا دعوٰے کرتے تھے اور لہٰذا یقین رکھتے تھے کہ خدا نے انہیں دوسروں کی قوتِ ارادی پر اختیار دے رکھا ہے' اپنی اساس سے گر پڑے اور انسان فقط خدا کا غلام ہوا۔ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کی ذمہ داریاں وہی رہ گئیں' جو ایک آزاد انسان کی دوسرے آزاد انسان ——————— کے ساتھ ہوتی ہیں' اگرچہ ماضی میں انسان نے غیر عادلانہ سماجی اختلاف کی مصیبتیں جھیلیں تھیں، تاہم اسلام نے تمام بنی نوع انسان کے درمیان مساوات کا اعلان کیا۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر نسب یا ایسے عوامل کی وجہ سے جن کا تعلق اس کی شخصیت سے نہ ہو' کوئی برتری حاصل نہیں' بلکہ زیادہ خوفِ خدا۔ نیک اعمال اور اخلاقی اور ذہنی صفات اسے امتیازی حیثیت کا حامل بناتے ہیں۔[۱]

اسلام ایک ہمہ گیر وحدت کا پیغام ہے یعنی خدا کی وحدانیت۔ تمام مذاہب کی وحدت۔ تمام اقوام کے پیغمبروں کی وحدت اور بنی نوع انسان کی وحدت۔

Laura Veccia Vaglieri, Apologia dell Islamismo pp 33,34

بابِ چہارم

اسلام اور عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات

اسلام اور عیسائیت دونوں انسانوں کو نیک اعمال اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، دونوں جھوٹ۔ بے ایمانی، منافقت نا انصافی، ظلم، تکبر، ناشکری، دغابازی، بے اعتدالی، بوالہوسی، سستی، حسد، خودغرضی بے اعتنائی، تکلیف دہ طرزِ بیان، غصہ اور تشدد کی مذمت کرتے ہیں، دونوں اپنے پیروکاروں کو ایمان، خدا پر یقین، توبہ، سچائی، پاکیزگی، حوصلہ، انصاف، خیرات خیر خواہی ہمدردی، رحم، خود اعتمادی اور راست بازی کی تلقین کرتے ہیں، اسلام اور عیسائیت کی بتلائی ہوئی اعلیٰ نیکیوں کو دو عنوانوں کے تحت لایا جاسکتا ہے اوّلاً وہ جو انسان کو دوسروں کی زندگی۔ املاک اور عزت کو نقصان پہنچانے سے باز رکھتی ہیں، جیسے کہ پاکیزگی، ایمانداری، امن پسندی اور خوش خلقی اور دوئم وہ جو انسانوں کو دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے پر آمادہ کرتی ہیں، جیسے کہ شفقت رحم دلی، راستی، حوصلہ، صبر، ہمدردی، مہربانی اور محبت۔ اب میں آپ کو اسلام اور عیسائیت کی اخلاقی تعلیمات کا مختصر خلاصہ ان مذاہب کی الہامی کتابوں کے الفاظ میں بیان کروں گی۔

اسلام

پاکیزگی

"اور زنا کے پاس بھی نہ جانا (اس کے ابتدائی لوازمات اور ہر وہ چیز جس کا امکان اس کی طرف لے جاتا ہے اجتناب کرو) کہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔" (القرآن ۱۷ : ۳۲)

"اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا۔"

(القرآن ۶ : ۱۵۱)

"آنکھ کا زنا یہ ہے کہ آپ دوسروں کی بیوی کو ہوس کی نگاہ سے دیکھیں اور زبان کا زنا یہ ہے کہ آپ ممنوعہ کلمات استعمال کریں۔" (حدیث)

امن پسندی

"جو کسی شخص کو (ناحق) قتل کرے گا۔۔۔ اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا، اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوگا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا

عیسائیت

"تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔" (متی ۵: ۲۷-۲۸)

"دیکھو میں تم کو بھیجتا ہوں، گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں کے بیچ میں پس سانپوں کی مانند ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بے آزار بنو۔" (متی ۱۰: ۱۶)

موجبِ ثواب۔ (القرآن ۵: ۳۲)

"مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے لوگ محفوظ ہیں اور مہاجر وہ ہے جو خدا کی طرف سے ممنوعہ کام کو ترک کر دے۔" (حدیث محمدؐ)

"کیا میں آپ کو روزہ، خیرات اور نماز سے بہتر عمل بتاؤں؟ ایک دوسرے کے درمیان صلح کرانا۔ کیونکہ عداوت اور بغض اللہ کی نعمتوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہیں۔" (حدیث محمدؐ)

خوش خلقی

"اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں اعتدال کیے رہنا۔ اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ سب آوازوں سے بُری آواز گدھے کی ہے۔" (القرآن ۳۱: ۱۸، ۱۹)

"مومنو کوئی قوم کسی دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں

"مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں، کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ (متی ۵: ۹)

"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا، اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا، وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا، اور جو اس کو احمق کہے گا، وہ آتشِ جہنم کا سزاوار ہوگا۔" (متی ۵: ۲۲)

سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ بھی ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں، وہ ظالم ہیں۔ اے اہلِ ایمان بدگمانی کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔"

(القرآن ۴۹: ۱۱-۱۲)

"کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اس کا دل اور زبان مومن نہ ہوں۔" (حدیث)

دیانت داری

"اور جس چیز میں خدا نے تم سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو۔ مردوں کو حصہ ملے گا، اس میں سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کو حصہ ملے گا، اس میں سے جو انہوں نے کمایا۔" (القرآن ۴: ۳۲)

"اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، نہ اس کو (رشوت کے طور پر) حاکموں کے پاس پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ

"تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا۔" (خروج ۲۰: ۱۷)

www.OnlyOneOrThree.com

ناجائز طور پر کھا جاؤ۔" (القرآن ۲ : ۱۸۸)

"(دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو، اور نقصان نہ کیا کرو اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو، اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔"

(القرآن ۲۶ : ۱۸۱ - ۱۸۳)

"قیامت کے روز میں اس شخص کے خلاف مدعی ہوں گا، جو کسی کو روزگار پر لگاتا ہے اس سے پورا کام لیتا ہے اور پھر اس کا پورا معاوضہ ادا نہیں کرتا۔"

(حدیث حضرت محمدؐ)

صداقت اور عدل

"کوئی آدمی حقیقی معنوں میں سچا نہیں، تاآنکہ وہ اپنے قول، فعل اور ارادہ میں سچا نہ ہو" (حدیث)

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لیے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو، اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے

"تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا" (خروج ۲۰-۱۶)

"تو انصاف کا خون نہ کرنا، تو نہ کسی کی رو رعایت کرنا اور نہ رشوت لینا کیونکہ رشوت دانشمند کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادق کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے، جو کچھ بالکل حق ہے تو اسی کی

www.OnlyOneOrThree.com

تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل
کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچ دار شہادت
دو گے یا شہادت سے بچنا چاہو گے
تو جان رکھو کہ خدا تمہارے سب کاموں
سے واقف ہے۔"

(القرآن ۴ - ۱۳۵)

"اے ایمان والو! خدا کے لیے
انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے
ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تمہیں
اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف
چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری
کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو،
کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب
اعمال سے باخبر ہے۔" (القرآن ۵ : ۸)

حوصلہ اور صبر

"اے ایمان والو! صبر اور
نماز سے مدد لیا کرو۔ بیشک خدا صبر
کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(القرآن ۲ : ۱۵۳)

"اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک

پیروی کرنا تاکہ تو جیتا رہے اور اس
ملک کا مالک بن جائے، جو خداوند
تیرا خدا تجھ کو دیتا ہے۔"

(استثنا ۱۶ - ۱۹ - ۲۰)

www.Only1or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

"بھائی کو بھائی قتل کے لئے حوالہ کرے گا
اور بیٹے کو باپ اور بیٹے اپنے ماں
باپ کے برخلاف کھڑے ہو کر ان کو
مروا ڈالیں گے اور میرے نام کے باعث
سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔"

اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے، تو صبر کرنے والوں کو (خُدا کی خوشنودی) کی بشارت سُنا دو۔ ان لوگوں پر جب کبھی مصیبت نازل ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خُدا کا مال ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"۔

(القرآن ۲: ۱۵۵-۱۵۶)

"اور (جب) ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفّار نے تمہارے مقابلے کے لیئے (لشکر کثیر) جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو، تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہم کو خدا کافی ہے اور وُہ بہت اچھا کارساز ہے

(القرآن ۳: ۱۷۳)

مگر جو آخر تک برداشت کرے گا۔ وہی نجات پائے گا۔ لیکن جب تم کو ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ، کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابنِ آدم آجائے گا۔ پس ان سے نہ ڈرو، کیونکہ کوئی چیز ڈھکی نہیں جو کھولی نہ جائے گی اور نہ کوئی چیز چھپی ہے جو جانی نہ جائے گی جو کچھ میں تم سے اندھیرے میں کہتا ہُوں وُہ اجالے میں کہو۔ اور جو کچھ تم کان میں سُنتے ہو۔ کوٹھوں پر اس کی منادی کرؤ جو بدن کو قتل کرتے ہیں، اور رُوح کو قتل نہیں کر سکتے، ان سے نہ ڈرو بلکہ اس سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنّم میں ہلاک کر سکتا ہے

(متی ۱۰: ۲۱-۲۳، ۲۶-۲۸)

معافی

"اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض

"پطرس نے پاس آکر اس سے کہا اے خداوند اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا رہے

آسمان اور زمین کے برابر ہے، اور جو (خدا سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، اور غصّہ کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اور خدا نیک کاروں کو دوست رکھتا ہے۔" (القرآن ۳-۱۳۳،۱۳۴)

"بہت سے اہلِ کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں، حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے تو تم معاف کر دو اور درگذر کرو، یہاں تک کہ خدا اپنا (دوسرا) حکم بھیجے۔ بیشک خدا ہر بات پر قادر ہے۔" (القرآن ۲-۱۰۹)

"تو ان کو معاف کر دو، اور ان کے لئے خدا سے مغفرت مانگو، اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو۔"

(القرآن ۳- ۱۵۹)

فلاحی کارگزاری

"تمام مخلوق خدا کا ایک کنبہ ہے

"یسوع نے جواب میں کہا کہ ایک تو میں کتنی دفعہ اس کو معاف کروں؟ کیا سات بار تک یسوع نے اس سے کہا، میں تجھ سے یہ نہیں کہتا سات بار بلکہ سات دفعہ کے ستر بار تک۔"

(متی ۱۸: ۲۱-۲۲)

خُدا کا سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو خدا کی مخلوق کی بہترین بھلائی کے لیے کوشاں ہو۔" (حدیث حضرت محمدؐ)

"بہترین اعمال کیا ہیں؟ کسی انسان کا دل خوش کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا۔ مصیبت زدہ کی مدد کرنا رنجیدہ کی غمگساری کرنا اور مظلوم پر کی گئی زیادتیوں کو رفع کرنا۔

(حدیث حضرت محمدؐ)

"بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روزِ) جزا کو جھٹلاتا ہے یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لیے لوگوں کو ترغیب نہیں دیتا۔ تو ایسے نمازیوں کی خرابی ہے جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں اور ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں عاریۃً نہیں دیتے۔" (القرآن ۱۰۷-۴)

آدمی یروشلم سے یریحو کی طرف جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں میں گھِر گیا۔ انہوں نے اس کے کپڑے اتار لیے اور مار بھی اور ادھموا چھوڑ کر چلے گئے اتفاقاً ایک کاہن اسی راہ سے جا رہا تھا اور اسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ اسی طرح ایک لاوی اس جگہ آیا وہ بھی اسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا، لیکن ایک سامری سفر کرتے کرتے وہاں آ نکلا اور اسے دیکھ کر اس نے ترس کھایا اور اس کے پاس آ کر اس کے زخموں کو تیل اور مے لگا کر باندھا اور اپنے جانور پر سوار کر کے سرائے میں لے گیا اور اس کی خبر گیری کی۔ دوسرے دن دو دینار نکال کر بھٹیارے کو دیئے اور کہا کہ اس کی خبر گیری کرنا اور جو کچھ اس سے زیادہ خرچ ہوگا۔ میں پھر آ کر تجھے ادا کروں گا ان تینوں میں سے اس شخص کا جو ڈاکوؤں میں گھِر گیا تھا، تیری دانست میں کون پڑوسی ٹھہرا؟ اس نے کہا وہ جس نے اس پر رحم کیا، یسوع نے اس سے کہا

"اور جو لوگ اپنا مال خدا کے راستے میں صرف کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں، ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے، اس سے تو نرم بات کہہ دیں اور (اس کی بے ادبی سے) درگذر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پرواہ اور بردبار ہے، مومنو اپنے صدقات (اور خیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔"

(القرآن ۲: ۲۶۲-۲۶۴)

محبت اور ہمدردی

"کیا تم اپنے خالق سے محبت کرتے ہو؟ پہلے اپنی ساتھی مخلوق سے محبت کرو"
(حدیث)

جا تو بھی ایسا ہی کر۔"

(لوقا ۱۰: ۳۰-۳۷)

"تو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ"
(مرقس ۱۲: ۳۱)

"کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ نہ چاہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔" (حدیث محمدؐ)

"تم مومن کو ایک دوسرے کے لئے ایسے شفیق اور مہربان دیکھو گے جیسے کہ وہ ایک جسم کے اعضا ہوں جب اس کا ایک عضو بیمار پڑتا ہے تو پورا جسم اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے ایسے میں ایک حصّہ دوسرے کو بے خوابی اور بخار میں پکارتا ہے۔"

(حدیث محمدؐ)

مَیں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہُوں کہ ایک دوسرے سے محبّت رکھو، جیسے میں نے تم سے محبّت رکھی، تم بھی ایک دوسرے سے محبّت رکھو۔ اگر آپس میں محبّت رکھو گے تو اس سے سب جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔

(یوحنا ۱۳: ۳۴-۳۵)

بُرائی کے خلاف عدمِ مزاحمت

عیسائیت کی بعض تعلیمات یکطرفہ جُھکاؤ رکھتی ہیں، اور ناقابلِ عمل ہیں، مثلاً: حضرت عیسےٰؑ کا ایک قول یوں نقل ہُوا ہے:۔

"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا، بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتہ لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے تو اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔" (متی ۵: ۳۹، ۴۱)

یہ غالباً سنگ دلی اور جذبۂ انتقام کے خلاف ایک ضروری اصلاح تھی جو آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، کے حکم کی لفظی معنوں میں بجاآوری کا نتیجہ

تھی۔ لیکن یہ تعلیم کہ دوسری گال کو بھی سامنے کر دیا جائے، عالمگیر تعلیم ہو سکتی ہے؟ کیا اسے ایک جامع اخلاقی ہدایت کے طور پر سب معاملات میں ہر موقع پر استعمال کیا جا سکتا ہے؟ برائی کے خلاف عدم مزاحمت۔ جبکہ برائی کا نشانہ خود اس کی ذات نہیں، بلکہ کوئی اور ہے۔ بزدلی اور بے اعتنائی کی علامت ہے، غنڈوں اور ظالموں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے اچھائی نہیں آسکتی اس سے بدی اور انسانی رنج و غم میں نہ صرف اضافہ ہوگا، بلکہ اس سے ان کی دوسروں کے استحصال اور مطیع کرنے کی حوصلہ افزائی ہوگی اور معاشرے میں بد نظمی اور ناانصافی بڑھے گی۔ اسلام برائی کو ہر حالت میں دبانے کا اعلان کرتا ہے، اگر شفقت اور مہربانی ایک ظالم کو تشدد اور ظلم سے روک سکتی ہے تو اس سے بہتر اور کوئی چیز نہیں، لیکن اگر شفقت اسے نقصان رسانی کے معاملے میں زیادہ دلیر کرتی ہے تو جرم کی مناسبت سے سزا دینا ضروری ہے۔ اس ضمن میں قرآن کی تعلیم ہمہ گیر اور ہر معاملہ میں قابلِ عمل ہے، قرآن کا ارشاد ہے:

"اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی، گویا وہ تمہارا گرمجوش دوست ہے۔"
(القرآن ۴۱ : ۳۴)

"برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے، مگر جو درگذر کرے اور (معاملہ کو) درست کر دے تو اس کا بدلہ خدا کے ذمے ہے، اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (القرآن ۴۲ : ۴۰)

رہبانیت اور تجرّد

عیسائیت حد سے زیادہ اُخروی زندگی سے جوڑتی ہے، روایت ہے، کہ حضرت عیسےٰؑ نے لوگوں سے کہا:۔

"اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچّوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔ (لوقا ۱۴ - ۲۶) پس اسی طرح تم میں سے جو کوئی اپنا سب کچھ ترک نہ کرے، وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا (لوقا ۱۴-۳۳) جب ایک شاگرد نے ان سے کہا کہ وہ ان کی پیروی کرے گا، لیکن پہلے اسے اجازت دی جائے کہ وہ اپنے مُردہ باپ کو دفن کر آئے، روایت ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے اس کو جواب دیا" تو میرے پیچھے چل • اور مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے (متی ۸ - ۲۲) انہوں نے بلکہ یہاں تک کہا کہ آسمان کی بادشاہی کے لیے اپنے آپ کو خوجہ بنائیں۔ (متی ۱۹ : ۱۲)

اس قسم کی تعلیمات ذہنی شعور سے عاری بگڑے ہوئے منافقوں کے دماغ کی تخلیق ہی ہو سکتی ہے نہ کہ صحیح العقل انسانوں کی۔

اسلام اس دُنیا اور آخرت میں ایک صحت مند توازن کا حامل ہے، اس کے مطابق رُوح کی افزائش جسم کے کچلنے سے نہیں ہوتی۔ انسانی فطری تقاضے حقیقی معنوں میں بُرے نہیں ان کو کسی حالت میں تلف نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ عقلمندی سے قابو میں لا کر ایسے راستہ پر چلایا جائے کہ ان کا بامقصد استعمال انسانی زندگی میں بہتری اور زرخیزی پیدا کرے، یہ دُنیا معنی خیز اور بامقصد

ہے اور انسان صرف معمول کے مطابق بامقصد زندگی گذارنے اور خدا کی خوبصورت نعمتوں سے فائدہ اٹھانے اور ان کی تعریف کرنے سے ہی خدا کا قرب حاصل کر سکتا ہے، خدمتِ خلق کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو دوسری زندگی کے لیے تیار کر سکتا ہے۔ اسلام میانہ روی کا حامی ہے اور حضرت محمدؐ نے واضح کیا کہ اسلام میں کوئی مصنوعیت نہیں ہے۔

شراب۔ شہوت اور جوا

عیسائیت ایک طرف تو رہبانیت کا پرچار کرتی ہے لیکن دوسری طرف اس نے کہیں بھی شراب۔ جوا اور جسمانی دلکشیوں کی نامناسب نمائش سے جو کہ جملہ جرائم اور برائیوں کا دروازہ ہے منع نہیں فرمایا۔

شراب حقیقت میں اس کے ہاں مراقبہ کا ایک ضروری جز ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کا پہلا معجزہ جیسا کہ یوحنا کی انجیل میں بیان کیا گیا ہے یہ تھا کہ انہوں نے پانی کو شراب میں تبدیل کیا۔ یہ صرف قرآن ہی ہے جس میں مکمل اخلاقی رہنمائی موجود ہے اور ان تمام برائیوں کی ممانعت اور مذمت کی گئی ہے۔ شراب اور جوا بازی کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو (ان کاموں) سے باز رہنا چاہیئے۔

(القرآن ۵: ۹۰ - ۹۱)

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیروکاروں کو دوسروں کی بیویوں کو بنگاہِ ہوس دیکھنے کی ممانعت فرمائی، لیکن اسلام اس سے آگے جاتا ہے اسلام مرد اور عورت کو ایک دوسرے کی طرف بلا ضرورت تاکنے سے منع فرماتا ہے چاہے یہ تاکنا ہوسِ نفسانی کے تحت ہو یا بغیر خواہشِ نفسانی کے۔ اور باحیا لباس پہننے کی تلقین کرتا ہے فطری حسن کی شرمناک نمائش کی مذمت مندرجہ الفاظ میں کرتا ہے۔

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں، خدا ان سے خبردار ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) ظاہر نہ ہونے دیا کریں، مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔

(القرآن ۲۴ : ۳۰-۳۱)

باب پنجم

اسلام ایک عالمگیر مذہب

حضرت عیسٰیؑ کی عیسائیت ایک آفاقی مذہب نہ تھی، مگر جہاں تک ان کی تعلیم اور اصولی عقائد کا تعلق تھا۔ حضرت عیسٰیؑ کا مذہب اسلام سے مختلف نہ تھا تاہم اس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں جملہ اقوام اور زمانوں کے لئے مکمل رہنمائی نہ تھی، انسانی زندگی کی تاریخ کی ان گنت صدیوں کے دوران جب مختلف نسلوں کے لوگ ایک دوسرے سے بجہت حد تک الگ تھلگ رہتے تھے اور ایک قوم اور دوسری قوم کے مابین کوئی تیز آمد و رفت کا رابطہ نہ تھا، خدا مختلف پیغمبر مختلف لوگوں میں بھیجتا رہا۔ حضرت عیسٰیؑ ان میں سے ایک قومی پیغمبر تھے۔ وہ اسرائیلی قوم کے مسیحا تھے۔ مصنف ڈاکٹر سی۔ جے کاڈوجس کا اس کتاب میں ہم متعدد بار پہلے حوالہ دے چکے ہیں۔ حضرت عیسٰیؑ کی محدود (قومی) رسالت کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:۔

حضرت عیسٰیؑ مسیحیت کے جس منصب پر فائز ہونے کا یقین رکھتے تھے وہ واضح طور پر ان کو ایک قومی کام کے لیے مخصوص کرتا ہے۔ لہٰذا ہم جانتے ہیں کہ ان کی اور ان کے پیروکاروں کی تعلیم اور شفا بخشی کم و بیش یہودی علاقہ تک محدود تھی، جیسا کہ ظاہر ہے ایک موقع پر جب انہیں ایک غیر اسرائیلی لڑکی کو شفا بخشنے کے لئے کہا گیا، تو

انہوں نے ہچکچاہٹ کا اظہار کیا۔ یروشلم۔ بیت المقدس اور الہامی کتابوں کے لئے ان کی واضح تکریم یہ نشاندہی کرتی ہے کہ وہ اپنی سوچ میں اسرائیل کے لیے ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ ان کی تعلیم کے بیشتر پہلو ان کے اس قسم کے رویے کو واضح کرتے ہیں، چنانچہ ان کا اپنے سامعین کو ایک دوسرے کا بھائی پکارنا (یعنی یہودی ساتھی) اور اکثر ان کی طرزِ زندگی کا موازنہ غیر اسرائیلی لوگوں سے کرنا۔ آرام اور عبادت کے مخصوص دن ایک عورت کے علاج کے لیے اس بنا پر صفائی پیش کرتا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی بیٹی تھی۔ ٹیکس کلکٹر زاسادش سے اس لیے دوستی کرتا کہ وہ بھی حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا ہے مزید اپنے خاص خلفاء کی تعداد اسرائیلی قبائل کی مطابقت میں بارہ تعین کرنا یہ سب کچھ ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے پیروکاروں پر کس سختگی سے یہودیت کی مُہر لگانا چاہتے تھے[1] ہر قوم کو جُداگانہ قومی پیغمبروں کے ذریعے سچائی کی رہنمائی فرمانے کے بعد بالآخر موزوں وقت آن پہنچا کہ خدا اپنے منصوبے کے مطابق ایک آفاقی پیغمبر پیدا کرے اور عالمگیر مذہب الہام کرے۔ پس جب دنیا ایک وجود ہونے کے قریب ہوئی تو خدا نے حضرت محمدؐ کو پیدا کیا تاکہ وہ تمام پیغمبروں کے اصلی پیغام کی نمائندگی کریں جو عارضی اور محدود نوعیت کے احکام سے مبّرا اور جملہ خرابیوں اور تحریفوں سے پاک ہو۔ انہوں نے مختلف اقوام کے مذاہب کی روایات کو ایک واحد عالمگیر عقیدہ اور تہذیب میں مدغم کر دیا اور تمام اقوام اور ریاستوں کے لوگوں کو ایک واحد عالمگیر برادری میں متحد کر دیا۔ انہوں نے دنیا کی کل انسانیت کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات دیا۔

---

1. C.J. Cadoux : The Life of Jesus, P. 81,82.

حضرت محمدؐ نے اپنے مذہب کی سچائی کے استحکام کے لیے معجزات جو چند عینی شاہدوں کو یقین تو دلا سکتے ہیں، لیکن مابعد نسلوں کو قائل نہیں کر سکتے، کا سہارا نہیں لیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب انسانی شعور اور ضمیر کو بیدار کرتا ہے۔ حقیقت کو روشناس کرانے کے لئے وہ ہماری توجہ قدرتی مناظر۔ تاریخی اسباق اور مختلف اقوام کے پیغمبروں کی تعلیمات اور تجربات کی طرف مبذول کراتے ہیں، اسلام میں کوئی چیز ایسی نہیں، جس کا تعلق کسی خاص علاقے یا زمانے کے لوگوں سے ہو۔ قرآن پاک کسی ایسی چیز کا حکم نہیں دیتا جو تمام اقوام اور ہر زمانے کے لوگوں کے لیے یکساں طور پر ہمہ گیر تلقین روحانی اور اخلاقی بلندی اور قابل عمل نہ ہو۔ اسلام کی مذہبی اور اخلاقی تعلیمات آفاقی نوعیت کی ہیں۔

اس مسئلے پر غور کرنے کے لیے کہ اسلام آفاقی مذہب ہے جب کہ عیسائیت نہیں، قارئین کو مندرجہ ذیل حقیقتوں کو ذہن نشین کرنا ہوگا۔

(ا) حضرت عیسٰےؑ کی رسالت صرف اولادِ اسرائیل کے لیے تھی، لیکن حضرت محمدؐ کرۂ ارض کی تمام اقوام کے لئے پیغام لائے۔ حضرت عیسٰےؑ نے واضح طور پر بیان کیا۔

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵-۲۴)

انہوں نے اسرائیلی قبائل کی تعداد کی مطابقت میں بارہ خاص حواری نامزد کئے اور انہیں واضح طور پر ہدایت دی۔

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" (متی ۱۰: ۵-۶)

اس کے برعکس حضرت محمدؐ نے اپنی رسالت کے آغاز سے ہی تمام انسانیت کو خطاب

کیا، ان پر وحی نازل کی گئی۔

"اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے (القرآن ۲۱ - ۱۰۷)

"کہہ دو (اے محمدؐ) کہ لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا (یعنی) اس کا رسول ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (القرآن ۷ : ۱۵۸)

عیسائیت کا عقیدہ ہے کہ یہودی خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ خدا نے اپنے پیغمبر اور وحی صرف انہی کی طرف نازل کی ہے۔ عیسائی صرف اسرائیل کے پیغمبروں کو مانتے ہیں، اور باقی سب ان کی نگاہ میں فریبی ہیں، لیکن اسلام کہتا ہے کہ یہ دعوے کہ پیغمبر صرف ایک ہی قوم کے اندر بھیجے گئے ہیں، خدا کی عالمگیر پروردگاری کی نفی کے مترادف ہوگا۔ قرآن کے مطابق خدا سب جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے اس نے اقوام کے اندر اپنی وحی نازل کرنے میں کوئی تفریق نہیں کی، اس نے کرۂ زمین کی تمام اقوام کے اندر اپنے پیغمبر پیدا کئے ہیں، ایک ہی مذہب تمام پیغمبروں پر وحی ہوا۔ قرآن کہتا ہے:

"اور کوئی اُمت نہیں، مگر اس میں ہدایت کرنے والا گذر چکا ہے۔"
(القرآن ۳۵ - ۲۴)

"اور ہر ایک اُمت کی طرف پیغمبر بھیجا گیا۔" (القرآن ۱۰ - ۴۷)

"اور (محمدؐ) ہم نے تم سے پہلے (بہت سے) پیغمبر بھیجے ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں، جن کے حالات تم سے بیان کر دیئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کیئے۔" (القرآن ۴۰ - ۷۸)

"پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا، لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے

لگے تو خدا نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سناتے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں، تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کر دے"۔

(القرآن ۲ - ۲۱۳)

پیغمبر محمدؐ سابقہ پیغمبروں کے کام کی تکمیل کے لیے تشریف لائے نہ کہ ان کے کام کو برباد کرنے کے لیے انہوں نے اپنے پیروکاروں کو تمام اقوام کے پیغمبروں پر ایمان رکھنے کے لیے کہا۔

"مسلمانو کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اتری، اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں حضرت موسٰیؑ اور حضرت عیسٰیؑ کو عطا ہوئیں، ان پر اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان پر (سب پر ایمان لائے) ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدائے واحد) کے فرمانبردار ہیں۔"

(القرآن ۲ - ۱۳۶)

اسلام تمام مذاہب کی تکمیل ہے تمام اقوام کے پیغمبروں اور مقدس کتابوں پر ایمان لائے۔ ہے اسلام خدا کی وحدانیت و ربوبیت ۔عالمگیر حاکمیت اور مذہبی تجربہ کی آفاقیت کی تصدیق کرتا ہے، نیز تمام نسل انسانی اور مذاہب کے لوگوں کو متحد کر کے ایک واحد جامع عقیدت مند برادری میں منسلک کرنے کا خواہاں ہے۔

عیسائیت نہیں، بلکہ اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں، انفرادی اور اجتماعی۔ قومی اور بین الاقوامی حالات میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ حضرت عیسٰیؑ نے بذاتِ خود تسلیم کیا کہ وہ انسانیت کے لئے آخری اور مکمل الہامی پیغام دے کر

www.Only1or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

نہیں آئے، کیونکہ اس کا ابھی موزوں وقت نہ تھا۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے، مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا" (یوحنا ۱۶: ۱۲ - ۱۳)

حضرت عیسٰیؑ سے پانچ صدی بعد رُوحِ حق حضرت محمدؐ کی ذات میں رُونما ہُوئی تاکہ انسانیت کو مکمل سچائی پہنچائی جائے خدا نے ان پر وحی نازل کی۔

"(اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پُوری کر دیں، اور تمہارے لیئے اسلام کو دین پسند کیا" (القرآن ۵: ۳)

پس یوں حضرت محمدؐ آخری پیغمبر تھے، اور جو پیغام وُہ خدا سے لائے وہ آخری اور مکمل پیغام ہے آؤ ہم حضرت عیسٰیؑ اور حضرت محمدؐ کے مذاہب کے چند پہلوؤں کا موازنہ کریں اور دیکھیں کہ کیوں عیسائیت نہیں، بلکہ اسلام ایک مکمل پیغام ہے۔

اسلام اور عیسائیت میں عورت کی حیثیت

بنی اسرائیل میں حضرت عیسٰیؑ آخری پیغمبر تھے۔ انہوں نے جہاں کہیں سابقہ اسرائیلی پیغمبروں کی تعلیمات میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی۔ اصلاح کی۔ انہوں نے حضرت موسٰیؑ کے کچھ مذہبی عقائد کی زمانے کی ضروریات کے مطابق دوبارہ تشریح کی اور باقی ماندہ کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ نام نہاد بائیبل کا عہد نامہ عتیق قتل و غارت کی حمایت کرتا ہے، کثرت ازدواج کو نظر انداز کرتا ہے، غلامی کو قبول کرتا ہے، اور جادوگرنیوں کو جلانے کا حکم دیتا ہے۔ حضرت عیسٰیؑ نے جو قانون اور پیغمبروں کو

باطل کرنے کے لئے نہیں، بلکہ ان کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ بظاہر ان قباحتوں میں کوئی برائی محسوس نہیں کی، یا یوں کہیں کہ ان کے پاس ان کی اصلاح کے لیئے کوئی وقت نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے موسوی جنگی اصولوں کو انسانیت سے ہم آہنگ کرنے غلامی کی تنسیخ اور عورتوں کے لیے معاشرے میں بہتر مقام کے متعلق نہ کچھ کہا اور نہ ہی کچھ کیا۔ انہوں نے کثرتِ ازدواج کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا۔

سینٹ پال نے جو عیسائیوں کے فہم اور عقیدہ کے مطابق عیسائیت کا اصل بانی ہے، عورت کو برائی کی طرف راغب کرنے والی کا درجہ دیا ہے۔ اس نے عورت کو مرد کی تذلیل اور گناہ کی ابتدا کا مکمل طور پر موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔ یہی کچھ ہم بائیبل کے عہد نامہ جدید میں پڑھتے ہیں۔

"عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیئے، اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے، بلکہ چپ چاپ رہے، کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا۔ اس کے بعد حواؑ اور آدمؑ نے فریب نہیں کھایا، بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی"۔ (تیمتھیس ۲: ۱۱ - ۱۴)

"اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں، بلکہ عورت مرد سے ہے اور مرد عورت کے لیے نہیں، بلکہ عورت مرد کے لیے پیدا ہوئی پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہیئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔

(اکرنتھیوں ۱۱: ۸ - ۱۰)

اور عورت کے متعلق چرچ کے تسلیم شدہ پادریوں نے یوں کہا ہے:

"عورت مکر و فریب کی بیٹی ہے، دوزخ کی پاسبان۔ امن کی دشمن اس کی بدولت حضرت آدمؑ نے جنت کھوئی" سینٹ جان ڈاماسین

(St. John Damascene)

"عورت شیطان کی آلہ کار ہے جسے وہ ہماری روحوں پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔" سینٹ سپرین (St. Cyprain)

"عورت شیطان کے آلہ کار کا سرچشمہ ہے اس کی آواز سانپ کی پھنکار کی مانند ہے" سینٹ انیتھنی (St. Anthony)

"عورت زہریلے سانپ کا زہر اور اژدھا کا بغض رکھتی ہے۔"
سینٹ گریگری دی گریٹ (St. Gregory the Great)

قرآن عورت کو حضرت آدمؑ کے زوال کی ذمہ داری سے بری الذمہ قرار دیتا ہے۔ اور اس کی عزت و عظمت کو بے داغ ٹھہراتا ہے یہ عورت کے مرتبہ کو بڑھا کر مرد کے برابر کر دیتا ہے تاریخ میں پہلی مرتبہ اسلام نے عورت کو وہی حقوق دیئے جو مرد کے تھے۔

"اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر۔" (القرآن ۲ : ۲۲۸)

دورِ جدید کا انسان اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ انسانی عظمت اور حقیقی آزادی معاشی حقوق کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ آج سے چودہ سو سال قبل اسلام نے عورت کو اپنے باپ اور خاوند کی جائیداد اور دولت کی میراث کا حق دیا اور دولت کے حصولِ ملکیت اور تفویض کا مکمل اختیار دیا۔ قرآن کہتا ہے۔

"مردوں کو حصہ ملے گا، اس میں سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کو حصہ ملے گا، اس میں سے جو انہوں نے کمایا۔" (القرآن ۴ - ۳۲)

"جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑیں تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی حصہ قطعی۔" (القرآن ۴ - ۷)

شادی کے معاملہ میں عورت بروئے اسلام مساوی اور آزاد فریق تصور کی جاتی ہے۔ شادی اسلام کے مطابق مرد اور عورت کے مابین ایک متبرک

معاہدہ ہے اور فریقین کی اجازت شادی سے پہلے لینا ضروری ہے قرآن عورت کو خاوند کے لیے ایک ساتھی بیان کرتا ہے ایسی چیز جو مرد کے لیے محبت، امن کا سرچشمہ اور تسکین ہے۔

"اور اس کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں:"

(القرآن ۳۰-۲۱)

رسول مقبولؐ نے اپنے پیروکاروں کو نسوانیت کی پاکیزگی اور سرفرازی کی اہمیت کو ذہن نشین کرانے لیے یہ اعلان کیا۔

"جنت ماں کے قدموں میں ہے" (نسائی ۲۵-۶)

انہوں نے کہا "کہ مستورات مردوں کا جڑواں نصف ہیں اور یہ کہ مرد اور عورت روح کے جوہر سے تخلیق ہوئے ہیں۔ اسلام ان کے مابین بلحاظ اخلاقی اور روحانی استعداد اور انعامات میں کوئی تفریق نہیں کرتا۔"

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر خدا رحم کرے گا بیشک خدا غالب اور حکمت والا ہے۔" (القرآن ۹-۷۱)

"(جو شخص نیک عمل کرے گا، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو گا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔"

(القرآن ۱۶ - ۹۷)

"(جو لوگ خدا کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں۔ اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں۔ اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ (ان کے لئے) خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

(القرآن ۳۳ - ۳۵)

www.Only1OrThree.com

غلامی کا خاتمہ

اسلام پہلا مذہب ہے جس نے غلاموں کی حالت کو سدھارا اور اس کے مکمل خاتمے کے لئے اقدامات کئے۔ اِس ضمن میں پہلے قدم کے طور پر رسول مقبول ؐ نے غلاموں سے پر محبت برادرانہ سلوک اور انہیں خاندان کا فرد شمار کئے جانا مسلمانوں کا فرض قرار دیا۔

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں پس تم میں سے اگر کسی کے پاس کوئی غلام ہو تو اس کو وہی خوراک دے جو وہ خود کھاتا ہے، وہی کپڑا پہننے کے لئے دے، جو وہ خود پہنتا ہے اور ان کو ایسا کام کرنے کے لیے نہ کہو جو ان کی طاقت سے باہر ہے اور اگر کبھی ایسا کام دینے کا موقع آئے، تو ان کی اس کام کے کرنے میں مدد کی جائے۔" (بخاری کتاب العتق)

بہت سی قرآنی آیات میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، ان میں سے دو آیات درج ذیل ہیں:-

"اور تم کیا سمجھے کہ گھاٹی کیا ہے۔ کسی (کی) گردن کا چھڑانا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا، یتیم رشتہ دار، کو یا فقیر خاکسار کو۔ پھر ان لوگوں میں (داخل) ہوا جو ایمان لائے اور صبر کی نصیحت اور (لوگوں پر) شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے۔" (القرآن ۹۰۔ ۱۲۔۱۷)

"نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں۔۔۔۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں میں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے)

میں خرچ کریں ۔۔۔'' (القرآن ۲ ۔ ۱۷۷)

چونکہ غلامی کا رواج اسلامی مساوات اور انسانی عظمت کے اصولوں کے خلاف تھا، اس لئے رسول مقبولؐ نے نئے غلاموں کے حصول کی سخت الفاظ میں ممانعت فرمائی۔

''خدا نے مجھے وحی کی اور فرمایا کہ وہ قیامت کے روز تین قسم کے لوگوں کے مخالف ہوں گے، اوّل وہ جو میرے نام پر کسی سے عہد و پیمان کرتے ہیں اور پھر اس کو توڑ دیتے ہیں، ثانیاً وہ جو آزاد کو غلام بناتا ہے اس کو بیچتا ہے اور اس کی قیمت کو کھاتا ہے سوئم وہ جو کسی کو مزدوری پر لگاتا ہے اس سے پورا کام لیتا ہے، لیکن اس کی پوری مزدوری ادا نہیں کرتا۔'' (بخاری کتاب الب)

''اور بالآخر خدا کا قطعی حکم نازل ہوا کہ غلاموں کو نہ صرف آزاد کیا جائے، بلکہ اپنی دولت کا کچھ حصہ ان کی بحالی کے لئے بھی دیا جائے۔

''اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں (صلاحیت اور نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کر لو اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی دو۔'' (القرآن ۲۴ ۔ ۳۳)

اس کے برعکس حضرت عیسٰیؑ نے غلاموں کی آزادی یا اس خستہ حال مخلوق کی بہتری کے لئے نہ تو کچھ کہا اور نہ ہی کچھ عملی قدم اٹھایا۔

سیاسی دستور

عیسائیت ارسطو کی بیان کردہ نجی نیکیوں کے بارے میں قدرے رہنمائی تو

کرتی ہے لیکن سیاسی نیکیوں کے سوال پر قطعاً خاموش ہے مغرب میں میکیاولیت کی نشوونما عیسائیت میں مذہب اور ریاست کو علیحدہ رکھنے کا نتیجہ ہے۔ اسلام اس کے برعکس بحیثیت آخری الہامی مذہب اور ارتقاءِ انسانیت کے پیشِ نظر بنی نوعِ انسان کی زندگی کے تمام مشاغل اور میل جول خواہ ان کا تعلق اجتماعی ہو یا نجی کی جامع رہنمائی کے لئے بنیادی ضابطہ تجویز کرتا ہے۔ اسلام سیاسی۔ اقتصادی اور بین الاقوامی تعلقات اور معاملات کو مذہب اور اخلاقی اصولوں کے دائرۂ اختیار کے تحت ہر فرد اور ریاست کے مابین اور ایک ریاست کے دوسری ریاست کے مابین بنیادی فرائض کو واضح کر کے سماجی انصاف اور بین الاقوامی امن کو یقینی بناتا ہے۔ اس نے وہ بنیادی اصول بیان کر دیئے جن کے اپنانے کے لئے ہر قوم کو ہدایت کر دی ہے اور اس کے بعد ہر قوم کو اس کا ڈھانچہ زمانے کی ضروریات کے مطابق تیار کرنے کی آزادی دے دی ہے بشرطیکہ بنیادی اصولوں کی پابندی ملحوظِ خاطر رہے اور دائرہ کار سے باہر نہ ہو۔

اسلام کے سیاسی نظام کا سب سے پہلا بنیادی اصول یہ ہے کہ ریاست کی حاکمیتِ اعلیٰ اللہ کی ہے اور کسی قانون ساز مجلس یا پارلیمنٹ کو کوئی اختیار نہیں کہ کوئی قانون یا ایکٹ قرآنی احکامات اور نبی کے اخلاقی اصولوں کے خلاف پاس کرے۔ پس اسلام یکساں عدل کی ضمانت دیتا ہے اور ریاست اور عوام الناس کے مقدر کو قانون سازوں کے توہمات اور ناعاقبت اندیشانہ فیصلوں کے اثر انداز ہونے سے بچاتا ہے۔ مزید برآں اقلیتی فرقہ کو اکثریتی گروپ کی سنگدلانہ روش اور عوام کے مجموعی مفاد کو پارلیمنٹ میں غالب معاشی طبقہ کے فیصلوں کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔ قرآن مقدس میں آیا ہے۔

"کہو کہ اے خدا (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی

بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے، ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (القرآن ۳-۲۶)

دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ تمام لوگ خدا اور قانون کی نگاہ میں برابر ہیں۔ ان کے سیاسی حقوق مساوی ہیں۔ ایک ہی قانون سب پر لاگو ہے۔ اسلامی ریاست میں کوئی شخص خواہ وہ سربراہِ مملکت ہی کیوں نہ ہو، قانون سے بالاتر نہیں۔ قانون کی خلاف ورزی پر خلیفہ کو بھی عدالت میں طلب کیا جا سکتا ہے اور جرم ثابت ہونے پر سزا دی جا سکتی ہے۔

تیسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ تمام مناصب بمع ناظم اعلیٰ خدا کی امانتیں ہیں اور امین کو وہی اختیارات استعمال کرنے کی اجازت ہے جو اس کو خدا کی طرف سے لوگوں کی بہتری کے لیے تفویض کئے گئے ہیں چونکہ سربراہِ مملکت کا تقرر لوگ کرتے ہیں لہٰذا اگر وہ محسوس کریں کہ ان کا نظم و نسق احکامات خداوندی اور لوگوں کے بہترین مفاد میں نہیں تو وہ اسے معزول بھی کر سکتے ہیں۔

چوتھا بنیادی اصول یہ ہے کہ تمام جمہوری معاملات رعایا یا اسلامی ریاست کی آراء کی روشنی میں مشاورت سے طے کیے جانے چاہئیں۔

"تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو، بیشک خدا بھروسہ رکھنے والے کو دوست رکھتا ہے۔" (القرآن ۳-۱۵۹)

"اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے

ان کو عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"۔ (القرآن ۴۲۔۳۸)
اسلام نے پہلی صحیح جمہوریت کو جنم دیا جس میں آزاد اور غلام شہری اور مکیں، رنگ اور قومیت جنس اور اعتقاد کے اعتبار سے کوئی امتیاز روا نہیں ہے سب قانون کی نگاہ میں برابر ہیں۔ اور سب کے حقوق یکساں ہیں۔

اسلامی اقتصادیات

اسلام اقتصادی میدان میں ناواجب ذرائع سے حاصل کردہ دولت کو غیر منصفانہ اور خلافِ قانون قرار دیتا ہے یہ محنت کی عظمت کی تائید اور حمایت کرتا ہے رسولِ مقبول نے فرمایا:

"اپنے ہاتھوں سے کمائے ہوئے رزقِ حلال سے بہتر اور کوئی خوراک نہیں"۔

(بخاری ۲۵۔۱۵)

اسلام کے سماجی نظام میں ذاتی ملکیت یا نجی ادارہ کی مکمل تنسیخ کیے بغیر اجارہ داری کا لادبندہ۔ ذخیرہ اندوزی اور سود یعنی قرض پر دیئے گئے روپے پر ایک مقررہ اُجرت لینا کی ممانعت کر کے انسانوں کے استحصال کے امکان کو بہت کم کر دیا گیا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اُٹھیں گے۔ جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسے ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔"

(القرآن ۲۔۲۷۵)

عدم مساوات کو کم کرنے اور اس امر کو یقینی بنانے کے لیے کہ ہر انسان کی بنیادی ضروریات پوری ہوں اور زندگی میں مساوی مواقع میسر ہوں، اسلام نے صاحبِ ثروت لوگوں پر غریبوں کے فائدہ کے لئے ایک ٹیکس عائد کر دیا ہے یہ ٹیکس جسے زکوٰۃ کا نام دیا گیا ہے خیرات اور صدقات سے مختلف اور زائد ہے۔ مزید برآں قرآن اکثر اور مسلسل لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ اپنی دولت کو لوگوں کی بھلائی کے لیئے خرچ کریں، قرآن کے مطابق انسان کا مذہبی عقیدہ اور پرہیزگاری اگر مہر و شفقت کا عملی مظہر نہ ہو تو لاحاصل ہے اور خدا کے ہاں قابل قبول نہیں، اور بالآخر اسلام کا مدبرانہ قانون وراثت، دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے کو ناممکن بنا دیتا ہے۔

انسانی زندگی میں معاشی مشاغل کی اہمیت کو نظر انداز کیے بغیر اسلام مالی اور سماجی حیثیت کے مطابق لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنے کی پُر زور مذمت کرتا ہے۔ انسان کی خوبی کا معیار اس کی دولت نہیں بلکہ اس کے اعلیٰ اخلاق اور بھلائی کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ مشغولیت ہے۔ دولت مقصد نہیں، بلکہ لوگوں کی مدد کا ایک ذریعہ ہے۔ انسان جو دولت پیدا کرتا ہے وہ اس کا مالک کل نہیں، یہ خدا کی طرف سے اس کے پاس امانت ہے۔ اس نے خدا کی عطا کردہ ذہنی صلاحیتوں کو اور سماج کی مہیا کردہ سہولتوں کو بروئے کار لا کر حاصل کیا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ معاشرہ کا قرض ادا کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس کمائی کو خدا کے راستے میں خرچ کرے، بالخصوص دولت کی جستجو میں انسان کو زندگی کی اعلیٰ قدروں کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

مذہبی آزادی

جس طرح اسلام میں ریاست کو انہی اخلاقی اصولوں کا پابند ٹھہرایا گیا ہے جن کا اپنانا انسانوں کے لیے ضروری ہے اسی طرح بین الاقوامی تعلقات بھی اخلاقیات کے اصولوں کے زیرِ اثر آجاتے ہیں۔ اور ایک قوم کی محکومی اور استحصال دوسری قوم کے ہاتھوں اسی طرح قابلِ الزام ہے جس طرح ایک انسان کی محکومی اور استحصال دوسرے انسان کے ہاتھوں۔ اسی طرح اسلام بین المذاہبی معاملات اور تعلقات کے لیے انصاف، مساوات اور باہمی تعظیم و تکریم کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کے سماجی ضابطے میں جملہ افراد اور فرقوں کو اپنا پسندیدہ مذہب اختیار کرنے کی آزادی ہے۔ کسی فرد یا مذہبی گروہ کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ اپنے عقائد دوسروں پر ٹھونسے یا کسی صورت میں کسی مذہب کو جو دوسروں کے لئے پسندیدہ ہے اس کے اظہار، تبلیغ یا عمل میں کوئی رکاوٹ ڈالے، قرآن یہ کہتا ہے:

"دین (اسلام) میں زبردستی نہیں" (القرآن ۲ - ۲۵۶)

اسلام کا رویہ بین المذاہبی معاملات میں تحمّل اور بردباری سے کہیں زیادہ ہے۔ اسلام دنیا کے تمام بڑے مذاہب کے بانیوں پر برابر کا ایمان رکھنے کی تلقین کرتا ہے یہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر عقائد کی لیگ بنائیں، تاکہ خدا کی وحدانیت اور پاکیزگی کے اصولوں کی تائید و حمایت کی جائے۔

مسلمان ممالک میں عیسائیوں، یہودیوں، مجوسیوں اور ہندوؤں کو وہ آزادی حاصل رہی ہے۔ جو ماضی قریب تک عیسائی علاقوں میں غیر عیسائیوں کو کبھی حاصل نہیں رہی۔

اسلام کی عالمگیر اخوّت

انسانی اتحاد کا اسلامی نظریہ خدا کی وحدانیت کے اصول کا منطقی نتیجہ ہے بلاشک وہی خدائے واحد جملہ اقوام ۔ نسلوں ۔ رنگوں ۔ عقائد اور ثقافتوں کے تمام مرد و زن کا خالق اور پالنے والا ہے ۔ بنا بریں انسانیت کو خدا کا ایک بڑا کنبہ تصور کیا جانا چاہیئے ۔

"(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا" (القرآن ۲ : ۲۱۳)

خدا کی تمام مخلوق اس کا ایک کنبہ ہے اور وہ جو خدا کی مخلوق کے ساتھ زیادہ سے زیادہ بھلائی کرتا ہے وہی خدا کا مقبول ترین ہے (حدیث محمدؐ)

اسلام برتری کے بنادٹی معیار جس کی بنیاد نسل ۔ قومیت ، رنگ اور زبان پر ہو مسترد کرتا ہے ، یہ صرف تقویٰ اور حسنِ اخلاق کو ہی خدا کی نگاہ میں برتری کا معیار سمجھتا ہے ۔

"لوگو ! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو ، اور خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بیشک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے ۔"

(القرآن ۴۹ - ۱۳)

پیغمبر اسلام نے اپنے حجۃ الوداع کے موقع پر مندرجہ بالا آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا :

"کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر

کسی کالے کو کسی گورے پر فوقیت نہیں اور نہ ہی کسی گورے کو کسی کالے پر فوقیت ہے۔ خدا کی نگاہ میں عزت کا معیار صرف پرہیزگاری اور دیانت داری کی زندگی ہے۔" (ارشاداتِ محمدؐ)

اسلام جملہ انسانیت کو محبت اور ہمدردی کے ذریعے ایک برادری میں متحد کرتا ہے، اسلام کی اخوت جغرافیائی اور سیاسی بندشوں سے ماوراء ہے، حتیٰ کہ اسلام کے کڑے مذہبی فرائض باجماعت نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بیت اللہ کا اضافی مقصد یہ ہے کہ انسانیت کے تمام شعبوں میں اخوت اور مساوات کا احساس پیدا کیا جائے۔ قرآن کہتا ہے:۔

"اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی، اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خُدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح خدا تم کو اپنی آیات کھول کھول کر سناتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔" (القرآن ۳-۱۰۳)

پس اس سے واضح ہوا کہ اسلام ان جہت سے انسانی روابط کے معاملات اور پہلوؤں پر رہنمائی فرماتا ہے جہاں عیسائیت خاموش ہے۔ پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو مکمل کر دیا، جس کو حضرت عیسےٰؑ نے نامکمل چھوڑا تھا۔ اسلام ہی حضرت عیسےٰؑ کا حقیقی مذہب تھا جو جدید الہامی پیغام سے دوبارہ زندہ اور بالکل مکمل کیا گیا، تاکہ ہر دور کے لوگوں اور اقوام کے معاملات اور روایات کے تمام پہلوؤں کی رہنمائی کر سکے۔ گویا کہ یہ ایک آفاقی مذہب ہے جو نہ صرف انسان کے روحانی تقاضوں بلکہ

انسانی زندگی کی مجموعی طور پر رہنمائی فرماتا ہے، یہ نہ صرف ایک معتبر علم مابعد الطبیعات فراہم کرتا ہے، بلکہ انفرادی اور سماجی اخلاقیات کے لیے جامع نظام معیشت، ایک منصفانہ نظام سیاست اور علاوہ ازیں ایک برتر ضابطہ مہیا کرتا ہے۔ یہ ایک تنہا ستارہ نہیں، بلکہ پورا نظام شمسی ہے جو تمام کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور تمام کو منوّر کئے ہوئے ہے۔

www.Only1or3.com
www.OnlyOneOrThree.com

WWW.Only1Or3.com
WWW.OnlyOneOrThree.com

WWW.Only1Or3.com
WWW.OnlyOneOrThree.com